UNIVERSAL LIBRARY
OU_222611
UNIVERSAL LIBRARY

وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

بہار دانش ہندی

بہار دانش ہندی

مثنوی گل وصنوبر

این کتاب محمد عظیم صاحب است ۱۳۱۹

اگر کسے دعوا کند باطل است بابتہ ماہ غرہ جمادی الاول

سراپائے بے نظیر

در مطبع حیدری طبع شد

۸۹۱۲۳۳۱۶ ۸۲۵۱
Checked 1965
CHECKED 1956
1958
CHECKED 1958
Checked 19

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان کیا کرون حمد پروردگار
کہ عجز بیان سے ہون بس شرمسار
کہ طاقت کہان اسقدر نطق کو
جو تحمید اسکی سرانجام ہو
زبان کو تکلم کا یارا نہین
تعقل کا یہان کچھ گذارا نہین
خرد کنہہ مین اُسکے معذور ہے
کہ اس درک قاصر سے وہ دور ہے
زہے جلوۂ قدرت کردگار
کہ ہر ایک پنہان مین ہے آشکار
ہر اک آشکارا مین پھر ہے نہان
زہے وہ نہان اور زہے وہ عیان
بیان کس سے ہووین ثنائین تمام
رکھے ہے کہان اتنی وسعت کلام

در نعت حضرت رسول خدا خیر الوریٰ

محمد وہ سرور فخر انبیا | کہ قرآن ہے جسکو نازل ہوا
سر مرسلین سرور جزو کل | شفیع امم سرو باغ سبل
رسول معظم حبیب آلہ | گنہگاروں کا حشر میں دادخواہ
رسالت کی اسکو کتابت ملی | شرافت کی مہر نبوت ملی
خدا کا وہ مقبول و محبوب ہے | خدا طالب اسکا وہ مطلوب ہے
کیا ماہ انگشت سے جسنے شق | ہوا سابقین پر یہہ اسکو سبق
شریعت کی دکھلائی سیدھی راہ | کہ بھٹکے نہ ہرگز کسیکی نگاہ
اگرچہ ہوا آخر اسکا ظہور | ولیکن مقدم ہے سب پر وہ نور
کہاں شان اسکی ہو مجھسے بیان | کہ لولاک جس شان میں ہے عیان

در منقبت حضرت علی

وصی ہے پیر اسکا علی ولی | نہ ہے وہ نبی و زہے وہ وصی
مناقب کی اسکے کہاں مجھکو حد | کہ ہے ذات پاک اسکی شیر صمد
امامت کرامت اسی سے ہوئی | ولایت اسی پر ہوئی منتہی
کہوں آل پر اسکی ہر صبح و شام | ہزاران درود و ہزاران سلام

کرون جب تخیل میں اندیشہ صرف
تو ہوں سب ملک ہو و منظوم حرف
قلم جب یہ ابر اٹھا نگارش کرے
تو ہون دل کے سے تراوش کرے
فصاحت کی تصویر ہو میری نظم
عم ان کی تاثیر ہو میری نظم

مقالات تبیان ہر علم و فن
نقول و تواریخ دیرین زمان
قصص و روا اقوال اور داستان
نکات لطیف و کلام ظریف

حکایات و ان نادرے کہن
لطایف جسین کوئی بیقیاس
افادات سے کرم دائم تمام

جو کچھ کہ تجھسے کوئی مانگے دیتا ہی تو	بھلا کیون نہ مین تجھسے ہون چارہ جو
نہ رکھہ مجھکو حرمان سے اندوہگین	ترا نام ہی معطی السائلین

سبب تالیف کتاب

طبیعت کو تھا ایکشب اضطراب — جگر تفتہ تھا اور آنکھین پر آب
دل و سینہ بھی متصل تھے تپان — الم سے تھی ہر ایک مژہ خون چکان
تھا ہر ایک نالے مین شور و نشور — کہ جان حزین سخت تھی ناصبور
اسی بیکلی مین یہہ گذرا خیال — کہ کب تک رہے یونہین آشفتہ حال
مناسب ہی بہلاؤن جیکے تئین — بھلاؤن اس آشفتگی کے تئین
کرون طبع مصروف شعر و سخن — سدا نالہ ہی شغل مرغ سخن
مگر ہو سخن قسم افسانہ سے — کہ جسمین دل مضطرب کچھ لگے
کرون عشق موزون جہاندار کا — جو طوطی کی ترغیب سے ہو گیا
کہ ہی قصہ یہہ فارسی مین بیان — بھلا ہی اگر ہو یہہ ہندی زبان
سخن وہ کہ ہووے مفید انام — کرین جسکو ادراک ہر خاص و عام
فواید کے اسمین ہین کتنے نکات — ہر اک بات مین اک نکلتی ہی بات
بس اسکی ہی تنظیم کچھ خوب ہی — کہ ارباب دانش کو مرغوب ہی

افادات کے رسم و آئین تمام
مروج ہین اس دور مین صبح و شام

در تعریف عہد صاحبان عالیشان

زمین بوس ہون اسکے گردون نشان
ہون مغلوب نت اسکے روئین تنان

چمکتا رہے اسکا نت پیش طاق
ہو رفعت مین محسود نیلی رواق

رہے اسکے طالع سے خورشید داغ
منور ہو دولت کا اسکے چراغ

ہر اہل ہنر کا ہے وہ قدر دان
مناقب ہون کب اسکے مجھسے بیان

رہے اُسّے سیراب ہر تشنہ لب
پناہ ضعیفان ہے وہ روز و شب

در تعریف صاحبان کونسل صدر

زہے اہل کونسل حقیقت پژوہ
ارسطو منش اور فلاطون شکوہ

تعقل تفرس ترحم کی شان
عیان انکی سیما پہ ہے ہر زمان

بآسایش بندگان خدا
ہین سر گرم رہتے صباح و مسا

جز اُسکے نہین فکر کچھہ صبح و شام
اسیمین ہے صرف انکی ہمت تمام

اسی حسن نیت مین ہین متصل
کہ پژمردہ ہووے کسیکا نہ دل

الٰہی یہہ مجمع رہے برقرار
رہے حشر تک یونہین لیل و نہار

در تعریف مارنگٹن صاحب

در تعریف مدرس عالیشان کپتان صاحب

پھر آگے کہاں وہ زبان و بیان | ادا ہو جو کپتان صاحب کی شان
شریف النسب اور گرامی شکوہ | حکیم و خردمند دانش پژوہ
امارت مین شوکت مین عالی طریق | بہ تسخیر دلہا شفیق و خلیق
ہنرسنج دقاق معنی شناس | سخن کے سخندان انکی ہے جسکو پاس
شرف جس سے تدریس کو ہے ملا | دیا جس نے تعلیم کو مرتبا
زبس ہے سب آگاہ علم و کلام | دقایق مین ہے ریختے کے تمام
کہین کیون نہ ہم اسکو طوطی مقال | کہ ہندی زبان کا ہے صاحب کمال
حق اُسکے تئین نت سلامت رکھے | سلامت رکھے با کرامت رکھے
سنو اب جہاندار کی داستان | ہوئی جسطرح فارسی مین بیان

آغاز داستان

سلف مین کہین کوئی تھا بادشاہ | برآرندۂ تخت و تاج و کلاہ
شہ عادل و خسرو دادگر | معین ستم دیدگان ہر سحر
سدا قیصر و روم و خاقان چین | رہا کرتے اسکی اطاعت گزین
لگا شرق سے غرب تک صبح و شام | سلاطین تھے فرمان بر اسکے تمام

ہون سیاح عالم فروکش جہان — مسافر غریب الوطن اترین وہان

کہ اسمین کوئی مرد صاحب اثر — کرے شاید آنا کبھی گذر

دعا سے ہو اُسکے تمہاری کشود — جو مقصود ہے سو وہ پاوے نمود

کہا شاہ نے پھر اسے بہتر ہے کیا — کرو اسکا سامان جو کچھ کہا

وزیرون نے فی الفور تدبیر کی — دربارگاہ پروہ تعمیر کی

لگا آنے عالم جہاندیدہ وہان — لگا رہنے مجمع سر آستان

سر شام سے صبح تک بادشاہ — بصد انکسار و بصد عجز و آہ

بیان سب سے کرتا تھا حاجت کتین — سناتا تھا اپنی ساجت کتین

کیا اسمین یونہین گذر ایک سال — کہ یہہ رہا یہہ ہی قال و مقال

ہوا بعد ازین آن کرنا کہان — گذر ایک درویش کامل کا وہان

نظر کرکے افتاد کی شاہ کی — وہ حالات اُسن نالہ و آہ کی

دیا اپنی کچکول سے ایک پھل — کہا ای شہ کامران بے بدل

یہہ پھل ہے تیری نخل امید کا — کھلا شاہزادی کو اور آپ کھا

لیا شاہ نے پھل کو کرکے سلام — محل مین گیا لیکے خوش ہو تمام

زن و شو نے کھایا بہم ایکبار — ہوئی تب سے شاہزادی امیدوار

ولی عہد کے زائچے کو لکھیں — خبر سعد اور نحس کی اسکے دیں
نجومی و رمال تھے جس قدر — ہوئے آکے حاضر وہاں سر بسر
لگے کھینچنے زائچے کے تئیں — کواکب پہ نگران ہوئے ہر کہیں
جو دریافت کرنا تھا جب کر چکے — تو پھر شاہ سے ملکے کہنے لگے
کہ ای خسرو نامدار کہن — سنو گوش دل سے ہمارا سخن
یہہ شہزادہ رکھتا ہے بخت بلند — ہے خیلی قوی طالع ارجمند
جہاں اسکے ہوتا ہے زیر نگیں — نہ روکش کوئی اسکا ہوگا کہیں
سلاطین سب اسکو دیوینگے باج — خطا و ختن سے یہہ لیگا خراج
پہ جب اسکا بارہ برس کا ہو سن — طلوع اسکے ہووین جوانیکے دن
تو معلوم ہو کچھ غم عشق کا — یہی ہے خلل زائچے میں ذرا
اسیکی حفاظت سدا شرط ہے — اسیکی حفاظت ذرا شرط ہے
ہوا سنکے شاہ اس سخن کو غمیں — رہا اک ذرہ دلمیں اندوہ گیں
کہا پھر جو ہو مرضی کردگار — مرا اسمیں چلتا ہے کیا اختیار
غرض کر توکل بفضل آلہ — رکھا نام اس کا جہاندار شاہ
لگا مہد دولت میں پلنے سدا — بصد ناز و نعمت صباح و مسا

ولیکن جوان تھا جو بے خود تمام
ہوا شاہزادے کا جی بے مزا
نظر جو نہین طوطی کی اسپر پڑی
کہ افسوس کتنے ہو تم بے خبر
کھڑا ہی یہہ شہزادہ عالی مقام
نہین اتنی بے اعتنائی ضرور
سنی شاہزادے نے جو ناگہان
وگانے بجانے کا جو لطف تھا
دل و جان سے طوطی کا مایل ہوا
نبدے تھے جو بازو پہ لعل و گہر
کفِ دست پر رکھ بصد اضطراب
لگا کہنے ہو کر اسے ملتجی
طلب تجھسے کرتا ہون مین ایک چیز
یہہ طوطی بلطف و کرم مجھکو دے
ہے ہر لعل کئی مملکت کا خراج

دیا کچھ نہ اُسنے جواب سلام
وہ لے راگ سنتا تھا چپکا کھڑا
تو اس نوجوان سے یہہ کہنے لگی
نہین کچھ کسی پر تمہاری نظر
دیا کیون نہ اُنکا جواب سلام
نہایت ہی شرطِ مروت سے دور
یہہ طوطی کی طرز بیان و زبان
فراموش ایکبارگی ہو گیا
اُسیکا طلبگار کامل ہوا
وہین جلد جلد اسجگہہ کھولکے
گیا اس جوان پاس لیکر شتاب
کہ ای نوجوان دیکھون ہمت تری
نرکھ اُسکو زنہار مجھسے عزیز
عوض مین یہہ لعل و گہر مجھسے لے
سلاطین کا ہے ہر اک زیب تاج

شب و روز رہتا قفس روبرو … نہ آنکھوں سے اوجھل وہ ہوتا کبھو

شنیدن جہاندار شاہ نام بہرور بانو از زبان طوطی و غائبانہ عاشق شدن

پلا ساقیا وہ مے لعل فام … کروں جس سے طوطی منطق کلام

پر افسانے اس مرغ دل کے لکھوں … مقدر کے اسباب موزوں کروں

سنو اب یہاں سے بیان عجیب … غریب و عجیب و عجیب و غریب

محل میں تھی اک مہر بانو خواص … تعلق تھا شہزادے کو اُسے خاص

صباح و مسا اُس پہ میلان تھا … بہم ربط دل کو ہر ایک آن تھا

دھرا تھا جو آئینہ اک سامنے … لگی مہر بانو اسے دیکھنے

نشے میں وہ چمکا ہوا رنگ و رو … خوش آیا جو اُسکے تئیں ہو بہو

لگی کہنے سن تو جہاندار شاہ … کر انصاف سے خوب مجھ پر نگاہ

جہاں میں ہزاروں ہیں گو نازنین … ولے کوئی مجھ سی بھی ہوگی کہیں

نہ ہوگی نہ ہوگی کوئی … نہ ہوگی یہ ناز و ادا کی کوئی

قفس میں جو طوطی تھی بیٹھی ہوئی … وہ سنتے ہی یکبارگی ہنس پڑی

منغض ہوئی مہر بانو وہیں … مکدر ہوئی اور ہوئی خشمگین

یہہ صورت پہ اپنی جو نازان ہو
نہ دیکھا ہو کچھہ جسنے اسکو کہو

خدا کی خدائی مین اک ایک سے
وجاہت مین افضل مین لاکھون پرے

ہر اک گل کی ہیگی جدا رنگ و بو
نظارہ اگر کیجئے سو بسو

ہے اک طرف کو شہر مینو سواد
ہے فرمان روا جسکا با عدل و داد

نظر آئی اک دختر اسکی مجھے
نہین شکل ابتک وہ بھولی مجھے

زبس حسن سے بہرور ہی تمام
پدر نے رکھا بہرور بانو نام

بیان سے ہے برتر وہ حسن و جمال
کہ ہے مظہر قدرت ذو الجلال

کھینچی دست ایزد کی تصویر ہے
نگہہ کے لئے طرفہ تاثیر ہے

پری بھی جو دیکھے تو شرمندہ ہو
فرشتہ بھی فوراً سر افگندہ ہو

نہ اس منہہ کا سا شمع ہی مین ہے نور
نہ گل ہی مین اس رنگ کا ہے ظہور

کہان ہووے شکل ایسی انسان کی
نہ جب تک عنایت ہو یزدانی کی

کیا جب یہہ طوطی نے قال و مقال
تغیر ہوا شاہزادے کا حال

وہین عاشق غایبانہ ہوا
طبیعت کو گویا بہانہ ہوا

پری وو وہین مینا سے دل پر شکست
مثل ہے کہ دیوانہ را ہو بس است

زمین پر گرا کہاکے غش ایکبار
لگا رونے آنکھون سے خون زار زار

یہہ کہہ اور تجارت کا اسباب لے — اور اک شہر کی تصویر بہی کھینچکے
مرخص ہوا وہین تسلیم کر — چلا ڈھونڈھتا پوچھتا وہ نگر
اٹھا کر سفر کی بہت زحمتین — منازل کی اور راہ کی محنتین
صعوبات طی کرکے حد سے زیاد — ہوا داخل شہر مینو سواد
رکھا جو قدم اسمین اکبارگی — فراموش ہوا رنج و آوارگی
عجب شہر و بازار آیا نظر — عجب کشور اک بار آیا نظر
کہ آب و ہوا جسکی صحت فزا — فضا و صبا ہر طرف دلکشا
در و بام اسکے جواہر نگار — مرصع دوکانون کی ہر سو قطار
عمارات رنگین ہر ایک سو — صفائی و پاکیزگی کو بکو
زمرد کے اور لعل کے سنگ و خشت — زمین کا ہر اک قطع رشک بہشت
خوشی ہر طرف راگ اور رنگ کی — مچی تھی صدا بربط و چنگ کی
ریاحین و گل کا ہر ایک جا وفور — دماغون کو نکہت سے حاصل سرور
محبت سے خالی نہ کوئی آدمی — کسی مین نہ الفت کی ہرگز کمی
جسے دیکھو خوش وضع اور خوش لباس — خلیق اور رنگین و آدم شناس
مسافر نواز اور مہمان پرست — مروت کی صہبا مین ہر ایک مست

کنیزون نے سنکر یہہ اُسکا جواب
کہا بہرور بانو سے جا شتاب

کہ وارد ہے اک یہان عجب مرد پیر
مسافر ہے تاجر ہے اور گوشہ گیر

تحایف ہین ہر ملک کے اسکے پاس
ولیکن کسی سے نہین روشناس

ہے درماندہ بخت اپنے احوال کا
کہ کیا ہوگا انجام اس مال کا

سنا شاہزادی نے جو یہہ کلام
کہا جائے آ وہ تحایف تمام

اور اُسکو بھی اسباب کے ساتھ لا
جو معلوم قیمت کی ہو انتہا

خواص آئی تب جانب بے نظیر
کہا اے مبارک ہو اے مرد پیر

کھلے یک بیک آج طالع ترے
چل اجناس کو ساتھ لیکر مرے

کہ شہزادی اب ہوئی خریدار ہے
ترے بخت کا آج بازار ہے

ہوا بے نظیر اسکے فی الفور ساتھ
اٹھا مال و اسباب کو ہاتھون ہاتھ

پس پردہ پہنچا شتاب آنکر
زبان کی دعاؤن ثناؤن سے تر

لگا کرنے ہر اک نمونے جدا
دکھانے لگا جنس سرتا بپا

جہان تک کہ تھے تحفے اقسام کے
بتدریج ہر ایک حاضر کئے

کئے بہرور بانو نے سب پسند
عنایت کیا مول سے بھی دو چند

جب اسباب و اجناس سب لے چکی
خواصون سے پوچھا کہ ہے اور بھی

کہا شاہزادی کو جھکر سلام ولے دیکھتے ہی وہ ماہ تمام
زمین پر گرا کھا کے غش ایکبار رہا دیر تک یونہین بے اختیار
پس از چند ساعت جو آیا بہوش تو بھی تھا حیرت زدہ او رخموش
کہا شاہزادی نے کیون کس لیے یہہ طاری ہوا دفعتاً غش تجھے
کہا بسکہ ہون ناتوان و ضعیف اور اس کبر سن نے کیا ہی نحیف
یہہ احوال ہوتا ہی اکثر مرا کہ گرتا ہون رفتار مین تھرتھرا
یہہ کرکے بیان اپنی لاچارگی صندوقچے کو پھر کھولا ایکبارگی
نکالا ورق شہ کی تصویر کا بھرا جسمین تھا رنگ تاثیر کا
دیا بہورو بانو کے جلد ہاتھ ہوئی بیخودی اسکو لینے کے ساتھ
لگی دیکھکر کہنے فوراً اسے یہہ تصویر کیسی دکھائی مجھے
کہ آگئی محبت کی اسمین سے بو کیا اسنے درہم مرے حال کو
دل و جان کو میرے مفتون کیا اگرچہ مین لیلی تھی مجنون کیا
تعلق ہوا اسسے پیدا مجھے نہ دونگی یہہ تصویر مین اب تجھے
جو کچھ اسکی قیمت مین چاہیے تو لے ولیکن اسے ہر طرح مجھکو دے
لگا کہنے یہہ بات سن بے نظیر کہ ای برج خوبی کی بدر منیر

لگا کہنے اچھا ہون فرمان پذیر
جو ارشاد ہو مانتا ہی قبول
کہان اسکو ہون حکم عالی عدول
یہہ سنتے ہی شہزادی مین آئی جان
دسے مول مین لیکے لعل گران
مرخص ہوا بعد ازین بے نظیر
دوکان بیچ پھر اپنے ہو گوشہ گیر

جہاندار شہ کے گیا پھر حضور | کھڑا ہو کے آداب کہہ ہیچ دور
کیا قاعدے سے پھر کر سلام | بجا لا کے آداب شاہی تمام
نکالا وہ تصویر زرین نگار | جو تھی بہرور بانو کی یادگار
شتابی سے دی ہاتھ مین شاہ کے | زبانی بھی حالات سارے کہے
وہین دیکھتے ہی جہاندار شاہ | لگا کھینچنے متصل سرد آہ
سرشک گلابی بہانے لگا | تڑپنے لگا تلملانے لگا
کبھی اپنی آنکھون مین رکھتا اُسے | کبھی سینہ و دل پہ ملتا اُسے
کبھی نقش پرواز کو دیکھتا | کبھی ناز و انداز کو دیکھتا
کبھی سر کے بالونکی لیتا بلا | مخاطب کبھی ہو کے دیتا دعا
وہی ہمنشین اور وہی تھی انیس | وہی اُسکی ہر دم انیس و جلیس
اسی سے تکلم اسی سے خطاب | سوا اُسکے مطلق نہ آرام و خواب
ہوئی جبکہ ماباپ کو پھر خبر | نہایت مشوش ہوئے سربسر
پدر نے بلائے تمامی وزیر | جو ہوتے تھے دشوار مین دستگیر
سنایا غم اُنکو جہاندار کا | قلق اُسکی جان و دل زار کا
وزیر اُسکو سنکر رہے سب خموش | پھر آخر کو از روئے تدبیر و ہوش

حکایت وزیر اول

[illegible]

نہ لغزش کا تھا اسپہ مطلق گمان
نہ ہرگز خطا کے تھے اسمین نشان

شب و روز تھے ہمدگر یار غار
رفیقون کے ہوتے ہین جیسے شعار

سلوک عزیزانہ آپس مین تھا
محبت سے بھی تھا پرے مرتبا

وے آگے سنئے تعجب کی بات
کہ اک دن کہین وہ رذیل الصفات

سحرگاہ آیا بہ نزد جوان
اور اک رخنۂ در سے ناگہان

نظر اسکی زن پر پڑی ایکبار
وہین دفعتا ہو گیا بیقرار

بھلایا حق ربط و الفت کے تئین
کیا دل مین جا یر خیانت کے تئین

جتانے لگا دن بدن اپنی چاہ
کبھی اشک گرم اور کبھی سرد آہ

لگا بھیجنے تحفے ہر صبح و شام
تکلف سے تیار کرکے تمام

کبھی لوز بادام کے خوانچے
کبھی پستے نمکین بھونے ہوئے

کبھی جو گھڑے اور کبھی لیمیان
کبھی عطردان اور کبھی پاندان

کبھی مہکے مہکائے پھولون کے ہار
کبھی قول کے چھلے مینا نگار

کبھی سرخ تنبول کی تھیلیان
گوندھی ہوئی کبھی عطر مین جھنڈیان

کبھی پنکھے گوٹے کے جھمکے ہوئے
نیٹ بادلے پیچ جھمکے ہوئے

غرض یونہین اک تحفہ ہر دن نیا
لگا بھیجنے جانب دلربا

مگر وہان سے نزدیک تھا اک مقام
کہ زن کے پدر کا تھا اُس جا قیام

رہا رات کو وہان ہی سُسرال مین
اُسی ماندگی مین اُسی حال مین

لگی ہونے ضیافت کی وہان دھوم دھام
جو معمول دُنیا مین ہی رسم عام

پر اسکو ضیافت سے کیا کام تھا
کہ آپ اپنی حالت مین ناکام تھا

جُدائی تھی گھر کی نپٹ اُسپہ شاق
قیامت تھا اُس روز و شب کا فراق

کہا اسمین سُسر نے ہر چند اُسے
کہ تیار ہی ماحضر کھائیے

کیا اُسنے ہرگز نہ الوده بات
گذاری اُسی رونے دھونے مین رات

اب آگے سُنو تم یہان کا بیان
کہ جب شام ہوئی اور نہ آیا جوان

سُنی یار زن نے یہہ جو نہین خبر
چلا گھر سے گھوڑے کو تیار کر

اور آتے ہی زن سے یہہ کہنے لگا
کہ لے وقت فرصت ہے بیٹھی ہی کیا

بس اب گھر کتین چھوڑ چل میرے ساتھ
کہ تا زندگانی ہون مین تیرے ساتھ

سُنا جبکہ عورت نے یہہ ناگہان
کیا وہین اُس دم یہہ مکر زنان

لگا آگ دی گھر کے چارون طرف
کیا مال و زر اپنا سارا تلف

اُسی شور و ہنگامہ مین ایک بار
ہوئی گھوڑے پر ساتھ اُسکے سوار

نکل وہان سے کئی روز کی راہ پر
مُقرر کیا جا کے رہنے کا گھر

غرض دیر تک یونہیں کہتا رہا — پھر آیا جو کچھ آپ مین اک ذرا
بجا گھر کو اکبار گی ہو نراس — تو پہنا غریبی فقیری لباس
لگا پھرنے بے خانمانوں کی طرح — بنایا سراپا دیوانوں کی طرح
کبھی جا خرابوں مین کرتا مقام — کبھی رات جنگل مین کرتا تمام
درختون مین کرتا بسیرا کبھی — کبھی شہر مین کرتا پھیرا کبھی
کبھی یونہیں گر رہتا سیدا کہین — کبھی کاٹتا دن بیابان مین
ہر اک صبح منزل نئی تھی اُسے — ہر اک شام محفل نئی تھی اُسے
یونہیں پھرتے پھرتے نت اندوہگین — اک آئی نظر اسکو بستی کہین
حویلی سی اسمین پڑی اک نظر — گیا وہان فقیرانہ دروازے پر
یونہیں بسکہ جی مین جو کچھ آگیا — صدا کرنے لاگا بشکل گدا
پھر اتنے مین اسکی پڑی جو نگاہ — تو دیکھا وہی ہے خزن روسیاہ
نظر اسکی بھی وو ہین اس پر پڑی — اچنبھے مین رہ گئی کھڑی کی کھڑی
حویلی مین پھر جاکے پنہان ہوئی — ہراسان ہوئی اور لرزان ہوئی
شتابی سے کہنے لگی یار کو — کہ بیٹھے ہو کیا چیتو ہشیار ہو
وہ دروازے پر آن پہنچا حریف — بحال نحیف و بشکل ضعیف

اور اسمین وہی بیوفا و لعین ... تجسس کنان آن پہنچا کہین
نظر کرکے غافل اُسے ایکبار ... لگا کرنے تلوار کا اُسپہ وار
لیا زن نے ایکبارگی ہاتھ تھام ... لگی کہنے کیا مارنے سے ہی کام
ہوا اس مارنے سے کب اسکی سزا ... نہ جبتک جلا لیجئے خوب سا
یہی ہی صلاح اسکو بے بس کرو ... پھر اسکو دکھا کرکے رنگرس کرو
وہ سب کچھ جب آنکھوں سے یہہ دیکھلے ... تو بعد اُسکے بھیجو جہنم اِسے
سُن اُس بیحیا نے یہہ زن کا کلام ... وہین نیند مین اُسکو جکڑا تمام
جوان کی کھلی آنکھ اک بارگی ... نظر آئی یون اپنی لاچارگی
پھر اسکے تئین باندھہ اک شاخ سے ... بہم جام مے دونون پینے لگے
ہوا جبکہ مستی کا ہر اک کو جوش ... تو موقوف کر صحبت ناؤ نوش
لگے کرنے دونون بہم روسیاہ ... چلکنے لگے ہمدگر آہ واہ
بدن کا وہ دلنا ملنا بہم ... وہ گالون سے گالونکا ملنا بہم
وہ کولیکی اور زانونکی کشمکش ... وہ آنکھونکا مندنا وہ لذت کی غش
وہ ملنے مین ہر دم گھسر رانکے ... جوان کے ہوئے مدعی جان کے
کہے شکر ہی یون تھے میرے نصیب ... کہ دکھلاوے یون مجھکو عالم رقیب

ہوا پھر تو اُسکے تئین بھی یقین — کہ جاگیگا اب حشر کو یہہ لعین
پس اسکو سمجھہ تیش مین آ نکلے — اُٹھی لیکے تلوار کو میان سے
کہ شوہر کو جا کر دو ٹکڑے کرے — مُوا جسطرح یار یہہ بھی مرے
وگرنہ یہہ چھوڑیگا جیتا کہان — علاج اسکا کریئے اب یہان
جوان نے سمجھہ کر یہہ سب اُسکی بات — کہا پہلے سُن لے تو اک میری بات
نہ مرتا جو یہہ شخص تقدیر سے — تو تھا میرے مرنے سے حاصل تجھے
تو اب وُہ بھی جب اسطرح مرگیا — تو مرنے سے میرے تجھے نفع کیا
تو آخر وہی بی بی ہیگی مری — وہی گھر کی مالک ھی اک عُمر کی
اور آگے سے بھی ہوگی مجھکو عزیز — دیوانہ نہین ہون مین ہون باتمیز
قضا و قدر سے ہوا سو ہوا — خیال اُسکا ھی اب میرے دلمین کیا
نہ مار اب مجھے بلکہ دے مجھکو کھول — وہی گفتگو پیار کی مجھسے بول
نہین کچھہ میرے دلمین تجھہ سے غبار — یہی قول ھی اور میرا اقرار
جب اُس ناقصہ نے یہہ باتین سنین — ہوئی بارے تسکین اُسکے تئین
لگی کہنے یون ھی تو درگذری مین — اور اب جان ہون بخشتی تیری مین
ولے دیکھون کرتا ھی تو کیا سلوک — مرا تو بہر حال دیکھا سلوک

بجالا کے چندین دعا و ثنا | یہہ افسانہ خدمت مین کہنے لگا
کہ بیٹھے تھے اک باغ مین کئی رفیق | ہم اکدل و اک سخن اک فریق
ہم اطوار و ہم درد اور ہم زبان | محبت کی باتون مین ہم داستان
بقالب جدا اور بجان ایک تھے | عنان مختلف اور ہنان ایک تھے
مہیّا کئے ساز و سامان عیش | تھے کرتے تماشائے بستان عیش
وہ گلشن وہ دہکا ہوا لالہ زار | وہ چھوٹی ہوئی چادر آبشار
وہ بلبل کا ہر شاخ پر بولنا | وہ غنچون کا رہ رہ کے منہہ کھولنا
وہ نکہت گلون کی وہ موج صبا | درختون کی وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
فزایندۂ کیفیت تھی تمام | کہ پیتے تھے باہم وہ بھر بھر کے جام
نشے مین عجب گفتگو تھی باہم | کہ تھا ایک سے ایک ہرگز نہ کم
کوئی شعر پڑھتا معمّا کوئی | ظرافت کوئی اور لطیفہ کوئی
رباعی کوئی اور کوئی غزل | پہیلی کوئی کوئی ضرب المثل
کہ اتنے مین بیگانہ اور اک جوان | ہوا آنکر وارد اُن مین وہان
یہہ چاہا کہ مین بھی انھونمین ملون | کسی طرح دل اپنا خالی کرون
طبیعت کا ہو زنگ دور ایکبار | نکل جاے فی الجملہ جی کا بخار

انہین اختلاطون کا چاہا ہون مین
اسی واسطے تم مین آیا ہون مین
کہ یک چند صحبت مین مشغول ہون
تمھاری طرح مین بھی مقبول ہون

لگے پوچھنے ہیں یہہ کیا نشان
کہا اسنے مت پوچھو اس خط کی بات
پھر اسمین جو اصرار حد سے بڑھا
کہ اک شب مین اہلیہ کے اپنی ساتھ
کھلی جو کہین آنکھہ پچھلے پہر
مین سمجھا یونہین شاید اُٹھکر گئی
یہی سوچ کر جی مین پھر سو گیا
مگر دوسری تیسری رات بھی
تو ہر شب نہ پایا پلنگ پر اُسے
پس اسطرح سے آئی جب چوتھی رات
کہ لی موند آنکھہ اور مچلا رہا
بجی دو پہر رات جب آنکر
گئی در تلک تو بہ آہستگی
چلا مین بھی لے تیغہ ووہین ساتھ
جو دیکھون تو اس سمت کی راہ لی

سبب اسکا بھی کیجئے کچھہ بیان
یہہ کہنے کے قابل نہین واردات
تو ناچار حال اسکا کہنے لگا
پڑا سوتا تھا رکھہ کے گردن پہ ہاتھہ
تو خالی بغل مجھکو آئی نظر
ویا ہوگی اپنے پلنگ پر گئی
وہ ہی نیند مین جیسا تھا ہو گیا
کھُلی آنکھہ اسطرح سے جب مری
ہوا فکر تب تو نہایت مجھے
تو ناچار ٹھہرائی مین نے یہہ گھات
جو معلوم کرنا تھا کرتا رہا
تو اُتری پلنگ پر سے وہ بدگہر
نکل در سے پھر جلد چلنے لگی
ولے دور ہو جیسی چوری کی گھات
کہ دیکھی نہ تھی راہ مین نے کبھی

خدا جانے کسنے کیا اسکا کام | کیا کسنے دلبر کو میرے تمام
اگر اسکے قاتل کو گر پاؤن مین | تو کچا ہی اسکے تئین کھاؤن مین
یہہ کہتی تھی اور روتی تھی زار زار | پھر اسکے کئے ٹکڑے دو تین چار
بھری لیکے تھیلے مین اکبارگی | اٹھا سر پہ دریا کی جانب گئی
کہ پانی مین تا پھینک دیوے اسے | یہہ واقعہ نہ معلوم کوئی کرے
یہہ سب دیکھ کر مین تماشا وہان | چلا آیا آگے ہی گھر مین یہان
اور آتے ہی سر رکھ کے بس سو گیا | محل کر وہین بے خبر ہو گیا
پھر اتنے مین آئی وہ خانہ خراب | گئی ساتھ سوئے میرے ہوست خواب
غرض صبح کو مین وضو کے سبب | کیا آفتابے کو اس سے طلب
لگی کہنے اک بار ہو کر خفا | کہ بھاری ہے مجھسے اٹھیگا وہ کیا
ہوا تب تو دلکو مرے پیچ و تاب | یہہ نکلا مرے منہہ سے اسدم جواب
کہ کیون چوچلے کرتی ہے اسقدر | قلندر سے بھی ہے یہہ بھاری مگر
قلندر کا سنتے ہی نام ایکبار | وہ وہین تیش سا کھاکے بے اختیار
لے آئی مرا کھینچ کر نیمچا | اور آتے ہی ایک وار مجھ پر کیا
لپٹ کر وہین مین نے پکڑا اسے | چھڑا نیمچا لیکے جکڑا اسے

حکایت وزیر سیوم

[illegible]

سدا بادۂ جانفشانی مین مست — ہر اک آن ہر لحظہ آقا پرست
شب و روز اُسکی مراعات حال — تھی منظور مجھکو علی الاتصال
عزیز الوجود اسکو تھا جانتا — عزیزون مین اسکو سدا جانتا
یہی مجھکو منظور تھا دم بدم — کہ لاحق نہ کچھ اسکو ہو فکر و غم
ولیکن رہا کرتا غمگین سدا — نہ مشغوف دیکھا کبھی اک ذرا
نظر جب تب آتا حسرت زدہ — ملول و الم ناک و وحشت زدہ
یہہ حالات دیکھ اسکے مین ایکروز — ہوا سایل اُس سے بصد درد و سوز
کہ آخر سبب کیا ہی اے نوجوان — جو رہتا ہی تو منقبض ہر زمان
بتا کچھ وجہہ اسکی میرے تئین — کرون تاکہ فارغ مین سے تیرے تئین
لگا کہنے بعد از دعا و ثنا — کہ ای خواجۂ اہل جود و عطا
نہ فکر معیشت سے ہون مین ملول — کہ دولت سے تیری ہی سب کچھ حصول
نہین ہی کسی چیز کی احتیاج — مگر اور ہی درد ہی لاعلاج
کہ حاصل نہین اسکے اظہار سے — نہ تم سے نہ در سے نہ دیوار سے
کیا مین نے اصرار جب بیشتر — تو کہنے لگا رو کے اک آہ بھر
کہ لاچار کرتا ہون مین اب بیان — جو کچھ میرے دلمین ہی درد نہان

[illegible]

مری جان مین جان آئی وو نہین ۔ دعائین لگا دینے اُسکے تئین
پھر اتنے مین دیکھون تو اکماہ رو ۔ ہوئی ناگہان آن کے روبرو
ستم کیش و طناز و جادو نہین ۔ ادا سے تمامی بھراتن بدن
کرشمے سے لیجاوے اکبار دل ۔ پری کو کرے ایکدم مین خجل
وہین جا کے صحرا سے اک لائی گائے ۔ جسے دیکھ آہو بھی خجلت مین آئے
پھر اک ظرف مین دودھ اُسکا بھرا ۔ اور آداب سے پیرزن کو دیا
سہ حصہ کیا پیرزن نے اُسے ۔ ہم اسمین مین آدمی کے لئے
دیا ایک اسمین سے میرے تئین ۔ اور اک اپنی اس ماہرو کے تئین
گئی تیسرا حصہ پھر آپ پی ۔ محامد لگی کرنے رزاق کی
پھر اتنے مین آیا جو وقت نماز ۔ مُصلے پہ بیٹھی بحال گداز
ادا کی نماز اور وظائف تمام ۔ رہی دیر تک لیتی خالق کا نام
ہوئی وہ عبادت سے مفروغ جب ۔ پھر اس ماہرو کو لگی کہنے تب
کہ بیٹھی ہو کیا شب کو آرام کر ۔ ولیکن بدستور وقت سحر
چرانے کو لیجائیو گائے کو ۔ جو قوت اُسے دودھ دینگی ہو
یہہ کہکر لگی کہنے میرے تئین ۔ کہ بیٹا کر آرام تو بھی کہین

نسب سے ہین آگاہ میرے تمام — جب مین بھی فی الجملہ رکھتا ہون نام
نہ فاسق ہون اور کچھ نہ بدکار ہون — معایب سے دنیا کے بیزار ہون
کیا پیرزن نے یہہ سنکر قبول — ہوئی آرزو میری یکسر حصول
بندھا یا مرا عقد اُس ماہ سے — لگا رہنے خوش یار دلخواہ سے
وہ تھی مجھ پہ مایل مین اُس پہ فدا — گذرتی تھی عیش و طرب مین سدا
ہوئی چند مُدت یونہین منقضی — مُصیبت پھر آکر یہہ ناگہہ پڑی
کہ اس پیرزن نے کیا انتقال — رہے دونون ہم پیچھے آشفتہ حال
سکونت سے ویرانے کے ہو خفا — اُسے لیکے مین شہر مین آرہا
شب و روز خوشنود تھے ہمدگر — تعیش مین کٹتی تھی شام و سحر
مُحبت سے باہم یہی تھا گمان — کہ قالب مین دو اور ہے ایک جان
تلاش معیشت کے تئین بارہا — نکل گھر سے جاتا تھا مین جابجا
ولیکن جب آ دیکھتا اُس کے تئین — تو محزون ہی آتی نظر اور غمین
بیاکرتی سو سو جفاے فراق — جفاے فراق و بلاے فراق
رولاتی مجھے کر کے اظہار درد — بصد اشک گرم و بصد آہ سرد
یقین تھا یہہ میرے دل کے تئین — کہ عصمت مین کوئی ایسی ہوگی نہین

که دیوار پر چڑھ کے اکطرف کو — رہا دم بخود یونہین خاموش ہو

لگا دیکھنے گھر کے ادھر اودھر — کہ اتنے مین آیا تماشا نظر

معطر ہر اک طرف دالان ہی — سراپا تکلف کا سامان ہی

مہیا ہی اسباب عشرت تمام — دھر اک طرف کو ہی مینا و جام

بچھی ایک مسند چھپرکٹ کے پاس — جوان اسپہ بیٹھا ہی اک بیہراس

وہی بی بی اسکی ہم آغوش ہی — محبت کا باہم عجب جوش ہی

زبان سے زبان لڑ رہی ہی بہم — ملے جاتے ہین منہہ سے منہہ دمبدم

گلابی ہی مے کی عجب ڈھل رہی — عروسانہ ہر لات ہی چل رہی

کروں اور بھی کیا مفصل بیان — کہ کہتے ہوے شرمگین ہی زبان

جو کچھ ایسی باتوں کا ہی منتہا — بتدریج محسوس وہ بھی ہوا

جب اس سب سے مفروغ ہو وہ جوان — گیا بھر بول ایک گوشے مین وہان

کہ تھی صحن کی طرف سے اسکی راہ — وہین مین غلط کرکے اسکی نگاہ

اتر بام پر سے ہوا اسکے قفا — کیا وار تلوار کا بے خطا

زمین پر گرا کٹ کے سر ایکبار — ہوا صحن مین خون کا نقش و نگار

شتابی سے مین گھر کے باہر ہوا — پھر اک تھا درخت اسپہ جا کر چڑھا

[illegible]

ولیکن نہایت ہے بیٹھی ملول — سر و سینہ پر ہے ملے خاک و دھول
کہا مین نے کیون کس لئے ہے یہہ حال — لگی کہنے اسکا نہ کیجے سوال
کہون خاک مین اپنے غم کا سبب — چلے جاتے ہو گھر سے تم جب سے تب
مین ڈر ڈر کے ہر رات دیتی ہون جان — کہ لگتا ہے کھانے یہہ ہو کا مکان
نظر آتے ہین خواب موحش سدا — نت اُٹھتی ہون ایک بارگی ہول کھا
کہون نقل کیا آج کے خواب کی — کہ دیکھی عجب شکل وحشت زدی
کنارے پہ دریا کے ہو تم کہین — اور اک دیو ہے وہان بہت خشمگین
تم اُس دیو سے بھاگ کر جا شتاب — گرے ہو کے پانی مین کھا پیچ و تاب
پھر اُس دیو نے وہان کیا تم کو زیر — بہم کشمکش مین ہوئی سخت دیر
اسیمین کھلی میری آنکھہ ایکبار — تب ہی سے ہون روتی پڑی زار زار
بتاؤ مجھے اسکی تعبیر کو — ذرہ جسمین تسکین میرے دلکو ہو
کہا مین نے تب یون کہ ای دلربا — کسی طرح کا غم نہ کچھہ دلمین لا
کہ یہہ تو بہت ہی مبارک ہے خواب — نہین ہے ضرور اسمین کچھہ پیچ و تاب
وہ دریا ہے ذات خدای کریم — عدو ہے مرا پھر وہ دیو لئیم
ہے دریا مین گرنیکی میری یہہ بات — کہ چاہی ہین اپنے خدا سے نجات

حکایت وزیر چہارم

وزیر چہارم وہ آ چوتھی رات | جہاندار شہ پاس چھیڑی یہہ بات
کہ تھا اک سراندیب مین بادشاہ | شہ زینت افزائے تخت و کلاہ
چڑھا ایک سال اسکے اوپر غنیم | خلایق کو سنکر ہوا خوف و بیم
تخلل ہوا شہر مین ناگہان | تزلزل مین آیا سب امن و امان
وزیرونکو اسنے بلاکر تمام | کیا مشورت مین یہہ کلمہ و کلام
کہ آیا عدو فوج لے متصل | کرے تا رعیت کو وہ مضمحل
ہوا کرنا دفعہ اسکا ضرور | یہہ آفت کسی طرح ہووے سر سے دور
پھر اسمین کیا منتخب ایک کو | وزیرون مین تھا جو کہ سنجیدہ خو
پنہا خلعت اسکو مرخص کیا | جو اسباب پیکار تھا سب دیا
گیا فوج و لشکر کو لیکر وزیر | کرے تا مخالف کو جا کر اسیر
زن اسکی ہوئی غم سے زار و نزار | جدائی نے اسکو کیا بے قرار
نہ کھاتی نہ پیتی نہ سوتی تھی وہ | پڑی اشک حسرت مین روتی تھی وہ
کہا دیکھ دائی نے یہہ اسکا حال | کہ مغموم کیون ہے ایسا بحال
ابھی درد و غم کا ترا سن نہین | ابھی اسطرح کے ترے دن نہین

بہر شکل جون تون کٹا دن تمام ‎ پہر آخر ہو بیتاب نزدیک شام

کیا سب عروسانہ اپنا سنگار ‎ خجل جسسے ہو شاخ گل کی بہار

پری دیکھ کر جسکو بیہوش ہو ‎ فرشتہ بھی اک بار مدہوش ہو

بہ ترتیب دے زینت اپنی تمام ‎ ہوئی دائی کے ساتھہ مست خرام

گئی دائی لے آن کی آن مین ‎ اسی شوخ زرگر کی دوکان مین

جو دیکھے تو بیٹھا ہے وہ غمزہ ساز ‎ کہ تھالی مین کرتا ہے دلکو گداز

نظر کرتے ہی دفعتاً اسکے تئین ‎ گئی بیخودی سے کہین کی کہین

پہر آئی بخود تب ہوئی بیحجاب ‎ اٹھا منہہ سے اکبارا اپنا نقاب

دکھایا اسے اپنا حسن و جمال ‎ کیا آپ سا اسنے اسکو نڈھال

عیان کرکے شکل اپنی گلزار سی ‎ مرصع کی دی اک اسے آرسی

کہ ایسی ہی اور اک بنا دے مجھے ‎ ہنرمندی اپنی دکھا دے مجھے

گئی اشرفی اور جواہر نکال ‎ اجورے مین اسکے دے حال حال

وہ زرگر پسر دیکھ یہہ زرگری ‎ ہوا دفعتاً کشتۂ بیخودی

ہچک رہ گیا وہین تصویر سا ‎ پہر آکر بخود ہنسکے کہنے لگا

کہ تم تو قیامت ہو اللہ جی ‎ نہایت ہی چالاک ہو واہ جی

دوانہ کیا کس پری نے تمھین بتا دیجئے بھید سارا ہمین
کہ تا ہم تمھارا کرین کچھ علاج بحال آئے جس سے تمھارا مزاج
کروگے بھلا تم بھی کیا دل مین یاد کسی طرح جیورا تمھارا ہو شاد
چلو اب کہو کیا ہوئی بات چیت لگی کس ستمگر سے بار یہہ پیت
ٹھکانا کہان اُسنے اپنا کہا دیا تم کو کیا اپنے گھر کا پتا
سُنی جو نہین زرگر نے اکبارگی یہہ زن کی تمام اپنی غمخوارگی
وہین ہوش مین آکے ٹک ہنس پڑا محبت سے اُلفت سے کہنے لگا
کہ جانی کدھر یہہ گیا تیرا دل یہہ طنز و کنائے نگر متصل
وہ چار دن کی تو ہے ہیگی سدا اُسے تیر سے نسبت ہی کیا
ولے کیا کہون ہو گیا کیا مجھے کہ خوش کچھ نہین آج لگتا مجھے
کچھ ایسا وہ آسیب کر کر گئی کہ سب جان و ہوش اپنی لیگئی
کیا جب مین گھر کے پتے کا سوال تو سُنتے ہی اُسنے وہین چال چال
سنا ہی اک آئنہ اوپر ملی پھر اُسنے بھی اور آگے حکمت یہہ کی
کہ منگوا کے دو چار برگ انار دئے پانی مین پھینک بے اختیار
یہی کر کے بس گھر کو جاتی رہی مری جان یہان تلملاتی رہی

کہ ہے وہ وزیر معظم کا گھر — ہے دشوار ریکانے کا وہان گذر

یہہ معلوم کرتے ہی ہو کر اُداس — لگا آنکہ کہنے پھر زن کے پاس

کہ پیدا تو بارے ہوا ہے مکان — ولیکن رسائی ہے مشکل وہان

وزیر معظم کا ہیگا وہ گھر — کہان ہو سکیگا مرا وہان گذر

کہا زن نے مت کر تو ایسا خیال — نہین ہیچ کچہ بات اتنی محال

دوانا تو جیا ہے اس ماہ پر — دوانی وہ تجہ پر بھی ہے سر بسر

اگر تجہ سے وہ دل لگاتی نہین — تو دوکان مین تیری آتی نہین

کشش عشق کی ہے قیامت بلا — ہر اک طرح تجہ پاس پہنچیگی آ

نہا دہو کے پوشاک اپنی بدل — سر شام پھر اپنے گھر سے نکل

پہنچ وہان تلک نصف شب کے قریب — بہر طرح یاری کرینگے نصیب

کشش سے محبت کی گھبرائیگی — مقرر وہ گھر سے نکل آئیگی

ہوا اُسکے خاموش زرگر اسے — بھروسا ہوا بارے دل پر اسے

گیا دن گذر اور ہوئی جبکہ شام — تو نکلا وہ بن ٹھن کے ماہ تمام

اور آہستہ آہستہ تا نصف شب — گیا وہ وہانتک با دل پر تعب

رہا دیر تک گوشہ مین انتظار — چلی پھر تو ٹھنڈی ہوا ایکبار

لگی کہنے زن تو تو ہی بے شعور — ہے تجھ جیسے کو عاشقی کیا ضرور

نہایت ہی مورکھ ہے اور بےخبر — نہین تجھسا بھی ناسمجھ کوئی بشر

تو شاید وہان سو گیا تھا کہین — اور آئی تھی تجھ پاس وہ نازنین

سو پائی کہ تیرا یہہ عنوان ہے — تو بے شبہ اک طفل نادان ہے

پس اخروٹ سے کھیل بیٹھا مدام — کہ ہے کھیلنا اس سے لڑکون کا کام

لگا کہنے زرگر کہ ہان سچ ہے بات — مجھے واقعی نیند آئی تھی رات

خبر کچھ نہ آنے کی اُسکے رہی — کہ کب آئی مجھ پاس اور کب گئی

بہر حال پھر کہنے اب کیا کرون — کرو کچھ تو تدبیر جس سے ملون

کہا زن نے پھر جائیو آج رات — وہ ہر طرح پھر آئیگی کرکے گھات

ولے صبح تک سو تو ہرگز نہ آج — وگرنہ پھر آگے نہین کچھ علاج

گیا سُنکے یہہ بات پھر رات کو — رہا منتظر اک طرف اُسکا ہو

نہ جھپکائی ہرگز پلک سے پلک — کہ اتنے مین دیکھے ہے کیا یک بیک

دبے پاؤن ہیگی وُہ آتی چلی — مہک گئی وُہ جستے اندھیری گلی

وہین آ گئی جان مین اُسکی جان — گلے لگ گیا دوڑتے ہی ندان

لگا کہنے پکڑا ہے مین اپنا چور — نہین چلتا کچھ آپ کا اب تو زور

یہہ کیا وضع ہے اور یہہ کیا حال ہے — یہہ کیا شرم ہے اور یہہ کیا چال ہے
اُٹھے دونون گھبرا کے تب ایکبار — کسیکا نہ باقی رہا اختیار
پھرا تنے مین زرگر کتئین کوتوال — لگا باندھنے دست و پا حال حال
یہہ احوال کو دیکھہ زوجہ وزیر — نہایت ہوئی دلمین خجلت پذیر
پھرا تنے مین لیکر ہزار اشرفی — بصد عجز و منت یہہ کہنے لگی
کہا کہ کوتوال اسکو اب کر قبول — پر اسبات کو دل سے جانے بھول
زیادہ بس اب مجھکو رسوا نکر — بس اظہار عالم مین اسکا نکر
نہ زرگر کو باندھا اور نہ لے اسکے ساتھہ — ترے روبرو باندھتی ہون مین ہاتھہ
ولیکن نہ راضی ہوا کوتوال — لیا باندھ دونونکو وہان حال حال
محل سے نکلکر اُسی آن مین — دیا بھیج دونون کو زندان مین
زبس جانتی تھی یہہ زوجہ وزیر — کہ زرگر کی زن ہے چتر اور شریر
وہ ساری رموز اور باتون کتئین — سمجھتی ہے اور کوئی ویسی نہین
اُسیکے تئین دل مین کر کر خیال — کنیزک سے یہہ کہہ گئی حال حال
کہ اک طشت گھر مین سے جلدی لیجا — جہان ہے مرا خانہ دل ربا
کسی طرح سے جا کے اُس بام پر — گرا دے زمین پر وہان طشت زر

نگہبان سے لگے کہنے ای نیک بخت
یہان پر توجہ کی نہایت ہی سخت

ولے حکم دیتے ہین یکدم کے دم
زیادہ نہ رہیو کہ رسوا ہون ہم

کئی اشرفی دیکے انگشتین
ہوئی قیدخانے کے اندر وہین

کہا پھر شتابی زوجہ وزیر
کہ رہیو بھلا میری منت پذیر

یہہ لے ہاتھ مین طشت جلدی نکل
چلی جا شتاب اپنے سمت محل

ولیتے ہی طشت آئی باہر شتاب
گئی گھر مین اپنے بصد اضطراب

یہان بیٹھی یہہ اپنے زرگر کے پاس
نہایت ہی بے باک اور بے ہراس

چلا صبحدم گھر سے تب کوتوال
وزیر دوم پاس جا حال حال

لگا کہنے سب رات کا ماجرا
کہ یون دونون کو قید مین کیا

وزیر اسکا سُنکر یہہ طرز کلام
مشوش ہوا اپنے دلمین تمام

کہا مین نہ باور کرون زینہار
وہ ایسی نہین بد روش بد شعار

سدا یاد شوہر مین روتی ہے وہ
نہ کھاتی نہ پیتی نہ سوتی ہے وہ

خدا جانے تجھہ سے ہوا کیا غلط
نہ مانون ترے کہنے ہی پر فقط

مرے ساتھ زندان مین چل اور دکھا
جو تحقیق مجھہ پہ ہو سب ماجرا

وہین دونون زندان مین آکے چلے
قدم جو نہین دربیچ رکھنے لگے

کہا شہ نے سن ای چہارم وزیر / مگر مجھکو باتون کا اپنے اسیر
کسی طرح میرا پھر گیا نہ دل / نصیحت مگر تو عبث متصل

حکایت وزیر پنجم

شب پنجم آئی تو پنجم وزیر / بہ تقریر شایستہ و دل پذیر
لگا کرنے یہہ نقل اگر بیان / کہ اے خسرو شہریار زمان
کسی شہر مین تھا جوان حسین / نہایت ہی مطبوع اور نازنین
وجیہ اور عیار و رنگین ادا / طرحدار و خوش قامت و خوش لقا
زر و سیم لعل و گہر بھی تمام / مہیا تھے اوسکے تئین صبح و شام
معیشت کی ہرگز نہ تکلیف تھی / عنایت کیا تھا خدا نے سبھی
ولے تھا مجرد ہی رہتا سدا / تعلق زنون سے نہ رکھتا ذرا
کہا آشناؤن نے اکدن اوسے / کہ یون ہم نہین دیکھ سکتے تجھے
گذرتی ہے تیری جوانی عبث / جوانی عبث زندگانی عبث
مناسب ہے وصلت کہین اپنی کر / کہ عشرت سے یہہ گذرے شام و سحر
جوان نے کہا سنکے اے دوستان / نہین لطف رکھتا یہہ ذکر و بیان
نہین خلقت زن مین مہر و وفا / بھرا ہی تمام ان مین کذب و دغا

کہا اُس سے میرے لئے کوئی زن — نہایت طرحدار و سیمین بدن
کسی گھر مین جلدی سے تشخیص کر — ولے رکھو اِسکو بھی مدِ نظر
کہ ہووے حسب اور نسب مین تمام — شرافت نجابت نہو اُسکی خام
سوا اِسکے سن مین بھی ہو خورد سال — اور اسپر طرحدار بھی ہو کمال
کہا پیرزن نے بہت خوب ہے — وہی دیکھہ لینا جو مطلوب ہے
گئی اور کرکے بہت جستجو — کئی دن مین پیدا کی اک ماہرو
کہ تھی جسمین ہر ایک وہی صفات — وہی خوبیان وہی ہر ایک بات
جوان نے بصد زینت و عز و جاہ — کیا ساعت سعد مین اُس سے بیاہ
ہوئی دونون مین ایسی اُلفت بہم — کہ ویسی بھی اُلفت جہان مین ہو کم
بجز شکل شوہر و رشک قمر — نکرتی تھی تصویر پر بھی نظر
شب مہ مین بھی تھی نہ پھرتی وہ ماہ — کہ پرچھائین بھی لے نہ ساتھہ اُسکے راہ
گئے جب کئی سال یونہین گذر — کیا گھر سے اپنے جوان نے سفر
یہہ در پر ہوئی جا کھڑی ایک روز — تمنائے شوہر مین با درد و سوز
کہ اک نوجوان کا ہوا وہان گذر — پڑی اُسکی اسپر یکا یک نظر
وہین دیکھتے مُبتلا ہوگیا — نجانے کہ یک دم مین کیا ہوگیا

بتاؤ مجھے واری اسکا سبب | کہ رہتی ہو مغموم کیون جب تب

خوشی ایک دن بھی نہ دیکھا تمھین | یہہ غم کس طرحکا ہی رہتا تمھین

یہہ حسن و جوانی یہہ کچھہ سال و سن | یہہ چرچونکی راتین یہہ لذت کے دن

نہین ایک پر بھی تمھین کچھہ نظر | فسردہ ہی رہتی ہو شام و سحر

رہا مجھکو ارمان یہہ ہی سدا | کہ خوش ایک دن بھی تمھین دیکھون آ

نہ دیکھا کبھی کرتے تمکو سنگار | نہ پوشاک کی مین نے دیکھی بہار

سبب کیا کہ رہتی ہو تم اسطرح | رہو اسطرح رہتے ہین جسطرح

کہا اسنے ماما نہ پوچھہ اسکی بات | کہون دلکی مین تجھہ سے کیا اپنی بات

گئے ہین وہ جسدن سے گھر سے نکل | خوش آتا نہین مجھکو ہرگز محل

ہمیشہ وہی شکل ہی دہیان مین | رمق سی ہی اک رہ گئی جان مین

وہی صورت آتی ہی ہر وقت یاد | جدائی مین کہہ کسطرح ہون مین شاد

ہی سب زینتین انکے ہی واسطے | نہون وہ تو پھر کسکے جی واسطے

دیا پیرزن نے یہہ سنکر جواب | کرو آپ کو اتنا بھی مت کباب

وہ ہی مرد کی ذات اور نوجوان | فقط تم ہی پر بیٹھے ہونگے کہان

نیا عیش ہر رات ہوگا انہین | سدا ہوگا اک تازہ چرچا انہین

ہوا عیش و عشرت کا بازار گرم
ہوئے بے حجابی کے اطوار گرم

نہ سکتے تھے اکدم بھی جُدا
یہہ اُسکے سوا اور وہ اِسکے سوا

ہوئی چند مُدت یونہین منقضی
پھر آکر یہہ ناگاہ آفت پڑی

کہ شوہر سفر سے پھر اگھر کتئین
لئے جان بیتاب و مضطر کتئین

کہا دلمین بی بی نے یہہ کیا ہوا
سفر ہی مین اکدن نہ کیون مر گیا

کہان ہاتھہ سے اسکے اب جاؤنمین
جو آرام ویسا ہی پھر پاؤن مین

غرض یونہین رہتی تھی ہر دم ملول
وہ سب چاہ اگلی گئی دل سے بھول

خفا دیکھہ شوہر اگر پوچھتا
کہ کیون جانی کسواسطے ہو خفا

تو کہتی کہ ہے کچھہ طبیعت کسل
ہے صحت مین فی الجملہ واقع خلل

کیا کرتی حیلے یہی جب نہ تب
جُدا رہتی کہہ کر یونہین روز و شب

پھر اک روز دائی کو اپنی بُلا
اکیلی بصد عجز اُس سے کہا

کہ ای مادر مہربان و شفیق
مری وقت طفلی کی ہر دم رفیق

بیان تجھہ سے کرتی ہون مین اپنا راز
بشرطیکہ تو میری ہوگی کارساز

مریض اپنے تئین کل بناؤنگی مین
پھر اسنے مین تجھکو بلاؤنگی مین

وصیت کرونگی کہ ای میری ما
نکل جائے جب میرے قالب سے جان

جو تیرا بُرا چاہے وہی مرے — خدا اُسکو جینا نہ روزی کرے
کہا تونے جو کچھ کیا مین قبول — بھلا تیرا مقصد کہین ہو حصول
یہہ سمجھا کے دائی کو تدبیر سب — گئی اپنی جاگہہ بحال عجب
ہوا دوسرا دن تو ایک بارگی — اسیطرح رونے بلکنے لگی
کیا دم مین پھر آپ کو وہ نڈھال — کہ مایوسی شوہر کو ہوئی بکمال
حکیموں طبیبوں کو لانے لگا — دکھانے لگا بلبلانے لگا
بچھوڑا کوئی عامل و دعوتی — کرین فکر تا شاید آسیب کی
ولیکن نہ ظاہر ہوا فائدہ — دُعا سے دوا سے جو سب کچھ کیا
پھر اتنے مین ہوئی دم بخود اسطرح — کہ مُردے کا احوال ہو جسطرح
ہوا دلمین ہر ایک کے یہہ یقین — کہ مُلکِ عدم کو گئی نازنین
لگے فکر تجہیز کرنے تمام — ہوا اہل ماتم کا ایک اژدہام
ولیکن وہی دائی تھی آس پاس — کیا تھا جسے اپنا حالت شناس
اُسی نے پھر شکل نہلا دُھلا — دیا خلعت آخری اک پہنا
جنازے کو لے نکلے باہر وہین — شتابی گئے مقبرے کے تئین
کیا دفن تو دھو پھر اسکو وہان — گھر آئے بدستور گریہ کنان

وہی زیب و زینت وہی سب بناؤ
وہی عیش و عشرت وہی راؤ چاؤ
[illegible]
بچارہ یہان شوہر اسکا وہ دل
رہا جا کے اس گور سے متصل
لگا لیپ سے گور آنسو بہا
نہ تھا اور کچھ کام اسکے سوا

[illegible]

جو دیکھے تو بس بی بی بیٹھی ہوئی | اُسے جینے مین اک بار گی بہہ گئی
لگی کہنے مین تم کہان آئین یہان | تمہارے تو دشمن موئے تھے وہان
یہہ کس طرح کی تمکو آئی تھی موت | کہ پھر جی اُٹھین اسطرح بعد فوت
مسیحا نے تمکو جلایا مگر | کہ تم زندگی پاکے آئین ادھر
لگی کہنے کیا تو دوانی ہوئی | کہ کرتی ہی باتین جو اسطرح کی
نہین جانتی مین کہ ہی کون تو | زیادہ نکر مجھہ سے یہہ گفتگو
وگرنہ سزا دونگی تیرے تئین | نہ دے جھوٹی تہمت تو میرے تئین
چل اُٹھہ جا مرے سامنے سے شتاب | نکالونگی ورنہ بحال خراب
یہہ بات اُنکو سنتے ہی چوری فروش | دل اپنے مین کھا یک بیک طیش و جوش
پھر آئی اُسی شہر مین اپنے وہان | وہ تھا غمزدہ اُسکا شوہر جہان
جو دیکھے تو وہ گور کے پاس ھے | پڑا تو جیا گور کی گھاس ہے
لگی کہنے تو بھی ہے کیا بے شعور | گیا کسطرف کو ترا او شعور
مین تجھسا بھی مورکھہ تو دیکھا نہین | نہو ویگا تجھسا بھی احمق کہین
زنون کی چلتر سے غافل ھی تو | نہایت ہی بیہوش و جاہل ھی تو
ترے گھر کی بی بی تو تھی یار پاس | تو بیٹھا ہے اسطرح سے یہان اداس

دوانون کی مانند کرتا هی بات | الجهتا هی بے فایده مہر سات
ہوا دم مین ہمسایونکا ہجوم | ہوئی اک عجب طرحکی گہر مین دہوم
ہراک سنکے یہہ بات حیران ہوا | خبر پہنچی اتنے مین حاکم کو جا
کیا اسنے تحقیق جب ماجرا | یقین ہوا اسکو سب ماجرا
سمجہکر وه اسکو زن نابکار | کیا آن کی آن مین سنگسار
ہوا شرم کے مارے شوہر فقیر | که واقف ہوا ہر صغیر و کبیر
کسیکے تئین منہه دکہاتا نه تها | که غیرت سے منہه اپنا پاتا نه تها
پس ایسے ہین مکر زنان تباه | سنو اسکو تم ای جہاندار شاه
اگر نیک بودے سرانجام زن | زنان را نزن نام بودے نه زن
مناسب هی بازآو اس بات سے | که حاصل نہین اس خیالات سے
کہا شاہزادے نے سن ای وزیر | نہین تیری باتین مرے دلپذیر
مرے دلمین جو ایسا هی خیال | ہوا تہا هی اسکا نہایت محال

حکایت وزیر ششم

چهٹی رات ائی تو چهٹوان وزیر | زبان آورون مین جو تها بینظیر
حضور جهاندار شه بیٹهه کر | حکایت یہہ کہنے لگا سر بسر

بہن نے تمہاری کہی ہے دعا — اور اک ساتھ پیغام بھی ہے دیا

کہ بیاہ آپ کی بھانجی کا ہے آج — عروسانہ آج اسکا ہے تخت و تاج

یہہ لو نیوتا اور جلدی چلو — توقف نہ چلنے مین ہرگز کرو

کہ مجلس ہے سب منتظر ہو رہی — ادھر ہی کو سب کی ہین آنکھین لگی

کہا شاہزادی نے لا نیوتا — لگاؤن مین آنکھون سے اسکو ذرا

خدا نے یہہ دن بھی دکھایا مجھے — کہ شادی کو اسکی سنایا مجھے

مین البتہ جاؤنگی اس بیاہ مین — کہ ہے آرزو میری جس بیاہ مین

تو جا آگے بہنا سے کہہ بندگی — پہنچتی ہون مین آکے دم مین ابھی

کیا رخصت اسکو یہہ دیکر پیام — پھر اتنے مین کی اپنی زینت تمام

بلا اک شتابی سے محرم خواص — جسے رازداری مین تھا اختصاص

کہا جلد جا پیش زوج وزیر — اور اتنا کہا ای میری ہمدم مشیر

شتابی پہنچ میرے پاس آکر — توقف نہ زنہار ایک آن کر

گئی اور لے آئی اسکو بلا — پھر اسکے تئین ساتھ اپنے لیا

یہہ سب دیکھتا تھا ارا بادشاہ — بجائے ہوئے اسنے اپنی نگاہ

بہم ہو کے جب گھر سے دونون چلین — تعاقب کیا بادشاہ نے وہین

یہہ بیٹھا ہی تھا دیکھتا بادشاہ | کئے اکطرف اپنی نیچی نگاہ
پہر ایک باقی رہی جبکہ رات | تو واقع ہوئی یہہ اچنبے کی بات
کہ دولھا تھا مجلس مین بیٹھا جہان | تھا بیٹھا ہوا بادشاہ بھی وہان
ہوا جبکہ مجلس مین وقت سوم | کیا آکے سب گائیون نے ہجوم
اُٹھین بیبیان سیکے پھولونکے ہار | اور اتنے مین نوشہ کو دیکھ ایکبار
لگین رکھنے نام اسکی صورت کتئین | کہ افسوس اس زشت طلعت کتئین
دلہن ویسی مہ پارہ ہووے نصیب | ہی یہہ بھی کوئی اتفاق عجب
نظر بادشاہ پر جو پھر پڑ گئی | تو ہر ایک منصف ہو کہنے لگی
کہ تھی نوشہ بننے کے لائق یہہ شخص | جو تھی اس دلہن پر بھی فایق یہہ شخص
یہہ کہکر بیہائی دئے گل کے ہار | دیا باندھ کنگنا بھی بے اختیار
باندھا سر پہ سہرا انھینے وہین | دیا پان تونے کا اُسکے تئین
مبارک سلامت کی ہوئی دھوم دھام | لگی دیکھنے اُٹھ کے مجلس تمام
رہی باقی پھر رات جب دو گھڑی | تب اُن دونون نے فکر چلنے کی کی
یہہ دریافت کرتے ہی بس بادشاہ | بہانے سے سبکی بچا کر نگاہ
شتابی درخت اوپر آکر چڑھا | وہین آئین وہ دونون بھی جا

گئے اسمین دو تین دن جب گذر — نہ بیٹھا نکل بادشاہ تخت پر

محل مین وزیرون نے بھیجا پیام — کہ حضرت یہہ کرتے ہین کیا آپ کام

رہیگا تو نہین عیش و عشرت ہمیش — تو کیا جانئے کل کو کیا آئے پیش

نکلئے خبر ملک کی لیجئے — تسلی رعیت کو اب دیجئے

یہہ پیغام لیکر جو پیغام بر — محل مین گیا تا کہے سربسر

خواصین لگین کہنے بھر اشک آہ — وہی قالب مین طاؤس کے بادشاہ

کئی دن ہوئے ہین کہ شام و سحر — ہین رہتے اسی تخت طاؤس پر

محقق ہوا پھر وزیرون کے تئین — نہایت ہوئے دلمین اندوہگین

کہ اب ایسی مشکل کا ہی کیا علاج — ہر الطرح ہی یہہ مرض لاعلاج

وزیرونمین تھا وہ جو اعظم وزیر — زن اُسکی بھی تھی جادوگر اور شریر

خفا دیکھہ شوہر کو کہنے لگی — کہ ناخوش تمھارا ہی کیون آج جی

حقیقت کی شوہر نے اک سر بیان — کہ اس فکر نے ہی کیا نیم جان

لگی کہنے مت دلمین تشویش کر — خدا پر بہر حال رکھہ تو نظر

وہ طاؤس لے آتی ہون تیرے پاس — کہ جتنے بر آوے تری دلکی آس

یہہ کہتے ہی جلدی سواری منگا — محل مین گئی شہ کے وہ بے حیا

صلاح اب یہی ہے کہ تج دو یہہ گھر ... پھرو آج سے بس نگر در بدر
کیا بادشاہ نے یہہ سنکر پسند ... مسافر ہوا بادل دردمند
وزیر اور شہنشاہ دونون ہم ... پڑے دشت غربت مین حیران و غم
پس از چند مدت بفضل الٰہ ... ہوئے پھر اسی ملک کے بادشاہ
بہم پھر ہوئے دونون سرت پذیر ... وہی بادشاہ اور وہی وزیر
قضا را وہان پھر پس از چند سال ... ہوا خانہ داری کا اسکو خیال
نئے سر سے پھر شادی کی اک نہال ... لگے کرنے عیش و خوشی ہر زمان
زن و شو مین الفت ہوئی بیشتر ... جدائی نرہتی تھی شام و سحر
تہا باہم بزم دونون کا ہر دم زبر ... ہر اک آن محرم ہر اک دم مشیر
ہوا ایک دن اسطرح ماجرا ... کہ تھے تینون بیٹھے ہم اکٹھا
ہوا مین فلک پر کہین ناگہان ... لگی چیل منڈلانے اک سر پہ وہان
یہہ شہزادی تھی جو نوبیاہتا ... سو دیکھ اسنے یہہ بادشہ سے کہا
کہ پہچانتے ہو تم اس چیل کو ... یہہ پھرتی ہے کیون ایسی حیران ہو
کہا شاہ نے مین نہین جانتا ... سوا چیل کے اور کہون اسکو کیا
لگی کہنے ایکبارگی کھلکھلا ... کہ ہے یہہ قدیمی محل آپ کا

قسم کھائی پھر تب سے تا زندگی | کہ ہرگز نہ لے نام عورت کبھی
سنو بس یہی ای جہاندار شاہ | کہ فرقے کا فرقہ یہہ ہی رو سیاہ
محبت کو انکی کر دل سے گم | نہ زنہار اسطرف مایل ہو تم
کہا شہ نے بکتا ھی کیا ای وزیر | جراحت نہین میری مرہم پذیر
نصیحت تری یہہ مین سنتا نہین | زیادہ نکر بس مجھے خشمگین
نہ محتاج تیری نصیحت کا ہون | محبت مری مین محبت کا ہون

حکایت وزیر ہفتم

شب ہفتم آئی تو ہفتم وزیر | یہہ کہنے لگا قصۂ دل پذیر
کہ ای خسرو نامدار زمان | سنو گوش دل سے مری داستان
ہین اِس داستانمین سے پھر زیادہ بید | کہ ہر بید مین جسکے سو سو ہین بھید
کسی شہر مین تھا کوئی برہمن | طرحدار و رنگین و نازک بدن
تماشو نمین اور سیر ہی مین مدام | گذرتی تھی اوقات اسکی تمام
نہ متھرا نہ کاشی مین رہتا تھا وہ | سدا یار باشی مین رہتا تھا وہ
نہ تھی بید سے کچھ اُسے آگہی | نہ کچھ شاستر کی خبر اُسکو تھی
نہ پوتھی سے اپنے خبردار تھا | نہ تنجیم سے کچھ سروکار تھا

پھر اسپر تو کرتی ہی اتنا غرور
غرور اسقدر تجھکو کیا ہی ضرور

یہہ سنتے ہی مین تب سے ہون جل رہی
نہین بات آتی مجھے خوش کوئی

ہوتا مرا کاشکے تجھہ سے بیاہ
کہان سے مین لائی تھی بخت سیاہ

سُنا برہمن نے یہہ باتون کو جب
گیا بھول عیش و خوشی اپنی سب

کہا مت ہو غمگین ای دل رُبا
نکر فکر اسکا تو دل مین ذرا

مجھے بھی ہوئی اب سے غیرت تمام
ہوا واجب اب سیکھنا اپنا کام

نکلتا ہون گھر سے مین کرنے سفر
کہ یکچند پھر کر نگر در نگر

کرون علم و آئین اپنا حصول
ہو قرآن کا اپنے جسے قبول

یہہ کہہ صبحدم پھر مُسافر ہوا
علوم اپنا تحصیل کرنے لگا

فراغت ہوئی اسمین زن کو تمام
پڑی اپنے عیش و طرب مین مدام

لگی رنگ رلیان منانے ہمیش
لگی یار گھر مین بلانے ہمیش

ہوئی چند مُدت یونہین منقضی
کہ دن عید اور رات شبرات تھی

پھر اسمین وہ شوہر سفر سے پھرا
بدستور آ گھر مین داخل ہوا

بظاہر ہوئی شاد و خوشوقت زن
لگے ہونے باہم خوشی کے سخن

محبت کی باتین پڑین درمیان
جدائی کے دُکھہ سُکھہ ہو سب بیان

کہا برہمن نے کہ اب طاق ہون
زبان پر ہین از بر مرے چار بید
مین سردار سب پنڈتونکا ہون اب
کہا زن نے ائی وائے یہہ کیا کیا
برہمن یہہ سنتے ہی حیران ہوا
مین اسکو تو اب تک سنا ہی نہین
لگی کہنے بس بس مین سمجھی تمام
رہا تم نے جب پانچوان ہی بید
خدا جانے کل بادشاہ کے حضور
کئی روز سے ہی منادی یہی
حقیقت کہین پانچوین بید کی
وگر نہ کسیکی بچیگی نہ جان
سو ہر برہمن کو یہی فکر ہی
جو آگاہ ہین وہ تو مسرور ہین
بس اسواسطے مین ہون اب بچوان

نہایت مین استاد آفاق ہون
نہین کوئی باقی رہا مجھسے بھید
کسی کتنین مجھسے نسبت ہی کب
مگر پانچوین بید کو نہین پڑھا
کہا پانچوان بید ہوتا ہی کیا
یہی چار ہی بید ہین ہر کہین
ابھی تم بدستور وہی ہو خام
تو کیا تمکو معلوم ہوویگے بھید
عیان ہوگا کیا تم سے سہو و قصور
کہ حاضر ہون اگر برہمن سبھی
کرین شرح اس بید کے بھید کی
رہیگا نہ جیتا کوئی بہرہ دان
ہر ایک کتنین اب یہی ذکر ہی
جو جاہل ہین سو بیچتے مجبور ہین
کہ کل تیرے جینے کی ہوگی نہ آس

حقیقت تری ہم پہ ظاہر ہوئی — مصیبت تری ہم پہ سب کھل گئی
چل اُٹھ یہانسے اور ساتھ ہم سبکے چل — کہ تا دور ہووے ترا سب خلل
یہہ سُنکر برہمن ہوا اُنکے ساتھ — کہ شاید وہ مقصود یہان آئے ہاتھ

خلوت اوّل

پھر اک زن نے اُنمین سے ہوکر جدا — کہا برہمن کو میرے ساتھ آ
گئی گھر مین لیکر بلطف و خوشی — عزیزون سے اپنے یہہ کہنے لگی
ہی آیا سفر سے مرا بھانجا — خوشی آج ہی مجھکو بے انتہا
پھر اک چیز پاس اُسکے لانے لگی — کھلانے لگی اور پلانے لگی
جو تھے لازمے سب مدارات کے — سو خرچ اُسنے ایک ایک اُسپہ کیے
جب اُن خدمتون سے فراغت ہوئی — فراغت ہوئی اور فرصت ہوئی
ہوئے لوگ بھی گھر کے ادھر ادھر — نہ آنے لگا کوئی کیدھر نظر
تو اکبار اُسکو اشارہ کیا — کہ اے برہمن اب تو بیٹھا ہی کیا
بس اُسنے یہ آنی پوجا سنبھال — پہا و نیو کا لنگ جلدی نکال
وہ بولا کہ لو نام بھگوان کا — یہہ کلجگ کی باتین سُناتی ہو کیا
ابھی بھانجا مجھکو کہتی تھین آپ — ابھی من مین تم اپنے لائی یہہ پاپ

ہوئے پھر اکیلے یہ دونو وہان
رہا آدمی کا نہ مطلق نشان

کہا زن نے پھر اسکو یون تند ہو
کہ او مورکھ اب بھی سُن اسبات کو

نہین تو کرونگی پھر ایسا علاج
کہ مُردہ ترا جسمے نکلیگا آج

برہمن نے دیکھا جو یہ ماجرا
نہایت ہی دلمین وہ اپنے ڈرا

بہ لاچار مانند زنّار کے
گلے لگ گیا اُس طلبگار کے

بخوبی ہوئی صحبت ہمدگر
کہ مقسوم تھی لذت ہمدگر

لگی کہنے بعد از فراغت وہ زن
کہ رکھیو اسے یاد ای برہمن

اسیکے تئین کہتے ہین تریا بید
اسیمین ہزارون نکلتے ہین بھید

بہن دوسری پاس جا میری کل
کہے جو تجھے وہ بھی کرلے کلل

چلتر کی تا تجھکو ہووے خبر
رہیگا کہان تک سدا بے خبر

یہ کہہ اسکے تئین گھر سے رخصت کیا
جدھر کو بتایا تھا اودھر گیا

خلوت دوم

بہن دوسری تھی جو عیار تر
ملا اُستے جاتے ہی وقت سحر

اگئی اسکو لیکر وہ شوہر کے پاس
ہوا برہمن پھر وہان بے حواس

لگی کہنے شوہر سے ای میری جان
کرون نقل کیا آج کی مین بیان

دیا آنکھیں شوہر کی پٹی سے باندھ
اور اس گائے کا پاؤں رسّے سے باندھ

لگا دوہنے وہ کور دل دودھ جب
بلایا برہمن کو چھٹک سے تب

برہمن جو چکھا ہوا تھا مزا
وو وہیں آسن اکبار اُسنے لیا

فراغت سے کرنے لگا اپنا کام
ہوا جبکہ فارغ بخوبی تمام

جدا ہو گیا جبکہ اکبارگی
ادھر اسکے تئیں بھی فراغت ہوئی

کہا زن سے چل میری آنکھیں دے کھول
اور اس دودھ کو آکے لے مجھ سے مول

وہیں زن نے جا کھولا آنکھوں کو تئیں
لگی کرنے تحسین اور آفریں

کہ سچ مچ ہنر میں تو اُستاد ھی
نہایت ہی اس فن میں بیدادھی

کیا سرخ رو آج تو نے مجھے
بجا ہی کہوں شوہر اپنا تجھے

لے آئی وہاں سے برہمن کو تئیں
جہاں وو بہنیں بیٹھی ہوئیں

کہا سب سے اپنا چلتر بیان
چھپایا برہمن کو بھی پھر وہاں

کہ ایسے سیکھا جا چلتر تمام
کبھی آ رہے بیٹھکے ترے سب یہ کام

نرا تبا بھی رہ مورکھ اور بیخبر
یہ چترائیاں بھی سمجھ سر بسر

خلوت سیوم

لیا تیسری نے برہمن کو سات
سکھائی اُسے اسطرح اپنی گھات

پہنایا اُسے تھا جو وہ کچھ کہا
وہ پردے مین جسدم گیا برہمن
کہ تم پاس پردے کے بیٹھو ذرا
کیا سنکے شوہر نے یہہ بھی قبول
برہمن جو تھا ہو رہا جانشت خور
دوا جو کچھ اُس درد کی یاد تھی
فراغت ہوئی جب بخوبی اُسے
لگا پوچھنے شوہر احوال درد
کہ حالت تو ہرچند بہتر نہین
مرض اور شفا ھی سب اُسکے ہی ہاتھ
سو تدبیر اپنی جو تھی کر چلی
لگا کہنے شوہر سماجت سے تب
کہا پھر اُٹھے درد جسدم ذرا
یہہ کہکر وہ رخصت ہوئی اُسگھری
پھر اتنے مین پردے سے نکلی زن
لے آئی وہیں اسکو عورت بنا
لگی کہنے شوہر سے پھر یہہ سخن
کہ تا کچھ مجھے تقویت ہو ذرا
مکدر سا بیٹھا بحال ملول
بدستور کرنے لگا وہی زور
گھری دو تلک خرچ سب اُسنے کی
تو باہر ہوا بعد ازین پردے سے
دیا تب جواب اُسنے بھر آہ سرد
ولے یاد کیجے خدا کے تئین
بظاہر وسیلہ دوا کے ہی ساتھ
کہ جستے شفا پاوے بیماری
کہ پھر آؤگی دیکھنے انکو کب
تو جلدی مجھے لینا وہین بلا
جیدھر سے تھی آئی اُدھر کو گئی
لگی کرنے شوہر سے اپنے سخن

وہان نخل خرمے کے ہینگے تمام — مزے جاکے لیو سنگے اُنکے تمام
طبیعت کو مشغول چندان کرین — خفا کب تلک گھر مین بیٹھے رہین
یہہ کہہ کر لیا اپنے شوہر کو ساتھ — سے چلے ہمد گرڈالے گردن مین ہاتھ
گئے باغ مین سیر کرنے لگے — ادھر اور اُدھر ہر طرف دیکھتے
پھراتے مین اک نخل کے پاس آ — لگی کہنے خرمے مجھے اب کھلا
چڑہا نخل پر شوہر اسکا وہین — لگی یہہ بلانے برہمن کے تئین
برہمن کہین تھا جو بیٹھا چھپا — وہین آنکر پاس حاضر ہوا
اشارے پہ کرنے لگا وہین کام — کہ مشق اسکو حاصل ہوئی تھی تمام
نظر اسمین شوہر کی جو وہین پری — اچنبا ہوا اور حیرت ہوئی
لگا کہنے ہین ہین یہہ کیا ہی غضب — یہہ کیا مُنہہ کو کالا تو کرتی ہے اب
دِوانی ہوئی ہی مگر بے حیا — نہین جانتی کیا آج تجھکو ہوا
وُہ بکتا تھا اُودھر اِدھر ہوتا کام — فراغت ہوئی جب بخوبی تمام
جُدا ہوگیا برہمن آن مین — چھپا ایک طرف جا گلستان مین
پھر اسمین جو اُترا خصم بر زمین — لگی کہنے جھنجھلا کے اسکے تئین
کہ دیکھہ اپنی انکھون کے تئین کھول کر — کوئی بھی تھی یہان مرد آتا نظر

خلوت پنجم

سنو پانچوین کے چلن کو اب | کہ پہلے بتھا کر برہمن کو سب
جتایا بتایا سکھایا تمام | جو کچھ اسکو منظور تھا کرنا کام
گئی بن کے گھر مین وہ وحشی مثال | دوانی سی کرنے لگی قیل قال
خصم کو کہا باپ اور مان کو سوت | گئے عقل کے سارے آداب فوت
اچنبے کی ہر اک لگی کرنے بات | کہے رات کو دن اور دن کو رات
کبھی رونے لاگے کبھی خوش ہو گائے | کبھی ناچے اور خاک سر پر اڑائے
تعجب مین سب رہ گئے دیکھ کر | لگی کرنے افسوس سے چشم تر
پھر آسیب سب کو تیقن ہوا | نہ سمجھا کوئی اور اسکے سوا
پھر اسمین سلئے برہمن اک کتاب | صدا کرتا در پر سے گذرا شتاب
کہ رنجور و بیمار کا ہون حکیم | پرکھ جانتا ہون صحیح و سقیم
جڑی بوٹی جنگل کی ہی جسقدر | اثر سے ہر اک کی ہی مجھکو خبر
پھر آسیب جن و پری بھی تمام | مرے حافظۂ علم مین ہین تمام
اتارا ہر اک عالم غیب کا | ہی معلوم مجھکو بفضل خدا
فلیتہ و تعویذ نقش و عمل | ہزارون ہی مجھ پاس مین ہین بدل

برہمن نے گرد اپنے کھینچ اک حصار
گلونگی ہر اکطرف چنبر قطار

لکھا اک شتابی فلیتہ وہین
زنگار زعفران بیچ اسکے تئین

اگر کے دھوئین مین پھر اسکو جلا
پکڑ ناک زن کی سونگھانے لگا

اور آہستہ آہستہ کچھ زیر لب
لگا پڑھنے حرف عجیب و عجب

گیا ناک مین زن کے جو نہین دھوان
وہین شور کرنے لگی ناگہان

کہ ای دعوتی خیر ہی کچھ تجھے
مگر اور دن سا ہی تو سمجھا مجھے

مین ہون بادشاہ سارے جنات کا
ترے اس فلیتے سے ہوویگا کیا

کئی تجھ سے ملا اور اعمال خوان
ٹھکانے لگا ہین مین نے یہان

تجھے مارنا کیا برا کام ہے
کہ قہباشس آخر مرا نام ہے

اگر خیر اپنی تو ہی چاہتا
تو جیدھر سے آیا ہی اودھر کو جا

برہمن لگا کہنے بس منہہ سنبھال
گیا ہی ترا کس طرف کو خیال

مین ان عاملون مین نہین بیخبر
کہ تیرے ڈرانے سے جاؤنگا ڈر

تجھے خیر کی اپنی گر ہی طلب
تو جلدی اتر اسکے سر پر سے اب

وگرنہ تجھے بھر کے شیشے مین آج
جلاؤنگا پورا کرونگا علاج

منگایا پھر اک دیگچی کے تئین
کئی برگ نیم اسمین چھوڑے وہین

جتایا یہ اظہار اُسکے تئین | زبس وہ بھی تھا سخت اندوہگین
یہ سنتے ہی اکبار راضی ہوا | وُہ شوہر بھی لاچار راضی ہوا
مُہیّا کیا سب سرانجام کو | ہوسے دونون موجود اُسی کام کو
چڑھایا محافے مین زن کے تئین | برہمن کے تئین بھی بٹھایا وہین
اُٹھا دوش پر دونون دو طرف سے | اُسی طرح سے گھر مین پھرنے لگے
زن و برہمن ایک جا جب ہوے | بخوبی لگے تب گلے سے گلے
جو منظور تھا سب کیا اپنا کام | تب آسیب سر پر سے اُترا تمام
پھر اکبار پردہ اُٹھا کر وہ زن | لگی کرنے ہشیار حرف و سخن
تعجب مین آکر لگی پوچھنے | کہو کون بیٹھا یہ میرے کنے
یہ کس طرح کا گھر مین سامان ہے | کیون ایسی مری شکل اس آن ہے
محافے مین کیون قید مجھکو کیا | بیان کچھ تو مجھ سے کرو ماجرا
یہ دو چار باتین جو کی عقل کی | پدر اور شوہر کے تئین ہوئی خوشی
لگے بھیجنے ملکے شکر خدا | جو کچھ ماجرا تھا بیان سب کیا
گرے سب برہمن کے پھر پاؤن پر | تواضع کیا اُسکے تئین مال و زر
وہ لے برہمن کو اُسی آن مین | یہ سمجھا دیا زن نے جا کان مین

اٹھا ہاتھ دی برہمن نے اسیں — جدا ہوئین وہ پانچون انیس و جلیس

چلا برہمن گھر کی جانب شتاب — وے دل مین کھاتا ہوا پیچ و تاب

یہی جی مین کہتا تھا اب تو مجھے — چلیتر زنون کے ہین یکسر کھلے

بھلا زندگی ہی تو سمجھونگا مین — دوبارہ کبھی پھر نہ چھوڑونگا مین

کہان اسکی لب لب مجھے وہ — تباہ ہو گئی کیا سبب مجھسے وہ

یہی دل مین کرتا ہوا قیل و قال — ہوا گھر مین داخل پر از آہ و نال

نہایت ملکہ رنہایت خفا — نہ ہنستا نہ کچھ بات کرتا ذرا

نہ کھاتا نہ پیتا نہ کچھ بولتا — نہ دل کی گرہ اپنی کچھ کھولتا

اس احوال کتئین نظر کرکے زن — سمجھ گئی کہ شاید کھلے اس پہ فن

بلا اسکو استاد کامل کوئی — حریف اور عیار عامل کوئی

لگی کھولنے پھر در اختلاط — لگی کرنے مذکور عیش و نشاط

ولیکن برہمن نہ کچھ وا ہوا — رہا وہ وہین خاموش یکسر خفا

گیا دن گذرا اور ہوئی جبکہ شام — کہا یار نے پھر زن کو پیام

کہ ہون منتظر کب سے دیدار کا — طلب گار اخلاص کا پیار کا

شتابی سے پہنچاؤ اپنے تئین — نہین تو مری زندگانی نہین

مجھے بھی توقف نہو ویگا وہان — چلی آتی ہون کوئی دم مین یہان
لگی کہنے سمدھن کہ شاباش ہوا — نہین جانتی مین تجھے کیا ہوا
سلا کر مجھے اپنے لگتے کے پاس — چلی آپ ہی اور دھگڑ کے پاس
مجھے کیا پڑا ہی جو ساتھ اسکے سون — بھلی چنگی عصمت کتیئن اپنی کھون
مین عورت سا ہون وہ مرد کی ذات ہی — اندھیرا کا عالم ہی بھر رات ہی
ہوئے آتش و پنبہ جب ایکجا — نہ آگ اسمین بھڑکیگی کب تک بھلا
خدا جانے کیا نوع دیکر بنے — کہ مشکل کہین میرے جی پر بنے
کہا زن نے ایسا نہین ہوگا کام — تو اتنا ہی دل کو نہ کر اپنے خام
ہی کب آج کی نیند مین اسکو ہوش — تو اکطرف وہ نہین پڑی رہ خموش
نہ خالی رہے صرف پہلو کی جا — یہی چاہئے اور کیا اس سوا
یہہ کہہ سنکے سمدھن کو راضی کیا — رہ منزل یار کو پھر لیا
گئی منتظر پاس اپنے شتاب — لگی پینے باہم شراب و کباب
سنو بعد ازین اب یہان کا بیان — کہ ہوتا ہی تقدیر سے کیا عیان
پلنگ پر جو سمدھن نے جا کر پڑی — برہمن نے کروٹ وہین پھر کے لی
پھراتے مین بیساختہ کیا ہوا — کہ ہاتھ اسکا پنڈلی کو اسکی لگا

دیا جب نہ کوئی بھی اسنے جواب
تو اک بار گھبرا برہمن پیچ و تاب
تصورات سارا لگی پھر یاد کر
یکایک ہوا اسمین شور و شر
نکال اک چھری ناک کاٹی وہین
رہا دیکھ تک تند اور خشمگین
اسیمین جو چھوڑ نہ سی گئی

اٹھا لیکی باہم اسے بہین
بہ حکمت پتنگ اپنی سمدھن پہ تین
پلنگ پر وہ برہمن اور ...
ہوئی چھوڑ دی غفلت و بیخودی
گھڑی چار باقی رہی جب کہ رات

لگی پوچھنے سر بسر واردات
کہی رو کے سمدھن نے سب اپنی بات

یہ دولت تری مجھ پہ یہ کچھ ہوا
کسے منہہ دکھاؤنگی اب اپنا جا

کرے عیش تو اور کٹے میری ناک
رہی اب مین تا مرگ اندوہ ناک

لگی کہنے سمدھن کو اب جا تو گھر
سمجھ لونگی مین اُسکے تئین کل سحر

اُسے تو اُدھر گھر کو رخصت کیا
ادھر آپ اپنے بتون پاس آ

لگی رونے اور بلبلانے تمام
پرستش مین ہر بت کا لیلے کے نام

یہی کہتی تھی تم نرنکار ہو
نرنجن ہو پیدا کرن ہار ہو

کہلا تم پہ سب کا ہی راز نہان
خفی و جلی تم پہ سب ہی عیان

اگر ہوون مین بدکار اور بد عمل
تو پاؤنگی سزا اپنی مین بر محل

وگر جانتے ہو مجھے پارسا
تو دو اب مری ناک کو تم ملا

بدستور جیسی کی تیسی ملے
خلل پھر سر مو نہ باقی رہے

نہ شرمندہ ہوون تا مین سب کے حضور
تمھاری کرامت سے کیا ہے یہہ دور

یہہ کہہ کہہ بلند اسقدر کی صدا
کہ شوہر وہ سوتا ہوا جاگ اُٹھا

پھر اتنے مین کہنے لگی ای کریم
کہ سچ مچ تو ہی ہر کسیکا علیم

مری بیگناہی پہ کرکے نظر
ملا یا مری ناک کو سر بسر

کہا شہ نے بکتا ہی کیا ای وزیر | کہان دل مرا ہی نصیحت پذیر
بس اب جلد رخصت ہو جا اپنے گھر | کہ ہوتا ہی کیا دیکھین کل تا سحر
وزیر اُٹھتے ہی دفعتاً صبحگاہ | گیا مضطرب جانب بادشاہ
بجا لا کے آداب و تسلیم کو | لگا کرنے معروض یہہ گفتگو
کہ تھا مرتبہ جو کہ تفہیم کا | کیا شاہزادے سے ہمنے ادا
ولیکن نہ ظاہر ہوا کچھہ اثر | زیادہ اُسنے کیا دیوین اب دگر
نصیحت کے درجے ہوے سب تمام | بگڑنے پہ آتا چلا ہیگا کام
مناسب یہی آگے ہی آپ کو | لکھو ہرو رہما نو کے باپ کو
بہر شکل پیغام وصلت کرو | سبب جسطرح اُس سے نسبت کرو
یہہ تدبیر کی بادشاہ نے پسند | کہ شاید اُسی سے یہہ کھل جاوے بند
بلا ایک منشی بلاغت نشان | کہا اُس سے ای کاتب درفشان
فصیح و بلیغ ایک مکتوب لکھہ | محبت کے سب اُسمین اُسلوب لکھہ
پس از شوق اور آرزوے اتم | یہہ خواہش بھی کر آخر اُسکے رقم
کہ فرزند میرا جہاندار شاہ | جو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ
قبول اسکو فرزندی مین تم کرو | تفاخر مجھے اُسکی نسبت سے دو

کہ احکام شرعیہ لاوین بجا — کرین جو ہے امر رسول خدا
زبس امر تقدیم جس امر کی — رکھے ثمرۂ دینی و دنیوی
لہذا ہوا تم سے یہہ التماس — کہ گر ہی تمھین شرع نبوی کا پاس
تو میرے ولی عہد و دلبند کو — عنایت سے فرزندی مین اپنے لو
جہان کی ہی جب سے ہوئی ابتدا — یہی رسم و آئین ہی برملا
اُسی سے سدا تخت و تاج و نگین — ہی ہوتا مبدل بہر جانشین
یہہ وضع ہوتی تو جائے سریر — تہی رہتی وارث سے نت ناگزیر
گر اس نخل دولت کا پیوند ہو — تو ایک عالم اس سے برومند ہو
کہ دو سلطنت کا بہم اتحاد — مفید خلایق ہو حد سے زیاد
زیادہ اس سے کیا طول دون اکلام — سخن مختصر خوب ہے والسلام
رقم جب یہہ منشی نے نامہ کیا — مہذب ہوا اور مصرع ہوا
کی مہر اُسپہ جون دیدۂ منتظر — کہ مقبول ہو کر جواب آئے پھر
دیا ہاتھ مین ایلچی کے شتاب — کہا جا جواب اسکا لا باصواب
تحایف بھی انواع و اقسام کے — برسم جہان ساتھ اُسکے کئے
گیا ایلچی ہو کے فرمان پذیر — ہوا شہ کے حاضر بزیر سریر

تمھارا جو مکتوب شوقیہ تھا — پڑھا ہمنے اور دیکھکر مدعا

و لے دل کتئین سخت حیرت ہوئی — بہت سی کدورت طبیعت کو ہوئی

کہ یون تُنے بے تامل بیکبارگی — ہمین اسطرح بات نازک لکھی

خلاف شریعت نہین گو یہہ بات — و لے سابقہ بھی تھی شرط اسکے سات

کبھی ہمسے بتمسے نہ کچھہ بات تھی — نہ زنہار باہم حکایات تھی

کیا کیا سمجھکر یہہ تمنے پیام — کہ دی جسنے ہمکو کدورت تمام

نہ جب تک کہ ہو عہد کرار ربط — نہین زیب دیتے ہین یہہ اختلاط

بس اب دل سے کیجے تمنا یہہ دور — نہین خط کا آیندہ لکھنا ضرور

کرون اور کیا آگے اِسسے کلام — کیا مختصر حرف بس والسلام

رقم کر چکا جب یہہ منشی جواب — دیا ایلچی کو بصد پیچ و تاب

تحایف بھی مرسولہ تھے جسقدر — اُنہنین بھی کیا مسترد سربسر

وُہ فورًا پھرا لیکے نامے کتئین — نہایت ہی محزون و اندوہگین

دیا بادشہ کے تئین آنکر — ہوا بادشہ پڑھتے ہی چشم تر

تحیر مین رہ گئے وزیر و امیر — مشوش ہوئے سب صغیر و کبیر

برآمدن جہاندار شاہ بتلاش بہرور بانو

کوئی سنگ پر سر پٹکنے لگا | کوئی فرط حیرت سے تکنے لگا
کسی نے فقیرانہ پہنا لباس | کوئی ہوگیا زندگی سے نراس
زمین سے فلک تک مچی ہاے ہاے | جدھر سنتے تھے متصل واے واے
پر اُسنے نظر اسپہ ہرگز نہ کی | وہین بس بیابان کی راہ لی
پر از دشت غربت مین جب آ کر | تو جنگل کے بھی سر بسر جانور
درختون پہ کہتے تھے باہم یہی | کہ ہے یہہ مصیبت جہاندار کی
یہہ وہ ہے کہ پروردہ ناز ہے | اور اب سوز دل سے آساز ہے
یہہ وہ ہے کہ تھا نعمتون مین پلا | اور اب اسطرح سے ہے جاتا چلا
غرض چل چکا جب مہینون کی راہ | تو حالت ہوئی خستگی سے تباہ
چبھے پاؤن مین کتنے جنگل کے خار | وہ نازک کف پا ہوے سب فگار
کہون اسسے دشواری اور آگے کیا | کہ دریا پھر اک آگے حایل ہوا
ہر اک موج کو جسکی طغیان سے | بہم سلسلہ موج عمان سے
حباب اسکا ہر ایک کا سبدہ رج | زہے عرق شرم اُسسے طوفان نوح
پھر اسپر سفینہ نہ کشتی کوئی | عیان ہر طرح شکل درماندگی
جہان تک چپ و راست جاتی نظر | نہین ہوتی معلوم جنس بشر

ذرہ جان کو اُسکی توت ہوئی | تاک اِک بات کرنیکی طاقت ہوئی
لگا کہنے طوطی سے سُن ای رفیق | توہی یہان ہی میری رفیق و شفیق
جو کچھ مجھکو تفہیم کرتی ہی تو | سمجھتا ہون مین بھی اُسے مو بمو
ولے کیا کرون سخت لاچار ہون | عبور ایسے دریا سے کیونکر کرون
دیا تب یہہ طوطی نے سُنکر جواب | کہ ای شہریار مصیبت مآب
کرون عرض مین گر کرو تم قبول | اور اسکو نہ سُنکر ہو جی مین ملول
مناسب ہی اب تم قفس توڑ دو | اور اِکبار میرے تئین چھوڑ دو
کہ تا مین کہین جا کے ایدھر اُدھر | پھر آؤن ترے پاس تدبیر کر
کہا شاہزادے نے سُن بیریجان | تجھی ہی سے میرا اٹک ہی تاب و توان
ہوا تجھ سے ہی جب بچھوڑا مجھے | تو بیٹھے گی پھر دیکھے کیا اب مجھے
سوا اسکے تو ہی پکھیرو کی ذات | صداقت ہی رکھتی کہان تیری بات
قفس سے نکلکر تو کب آئیگی | کہان شکل پھر اپنی دکھلائیگی
لگی کہنے طوطی کہ ای بادشاہ | مین کرتی ہون اسمین خدا کو گواہ
کہ تم سے نہ مین بیوفائی کرون | پھرون بلکہ فکر رہائی کرون
کہا شہ نے یون ہی تو بہتر ہی جا | مرے ترے بیچ اب وہی ہی خدا

کہان پھر مین پاؤنگا ویسا رفیق
جو تھا اس مصیبت مین میرا شفیق
خدا جانے اب ملکی کیا دکھائے
وہی جانور اُڑ گیا کیونکر پھر آئے

زبس تھا وہ درویش اسرار دان
ہوا دل پہ اُسکے وہین سب عیان
کہا جا بلا لا جہان دار کو
دل افگار کو اور طلبگار کو
یہ سنتے ہی طوطی اڑی پرشتاب
کیا شاہزادے کو آ یہہ خطاب
کہ چل ای جفا کش یہ [illegible] شہریار
بس اب دل سے موقوف کر اضطرار
نہین تم سے ہرگز چھپا مرا کام
[illegible] روشن ہے مجھ پر تمام
مین کیا آپ اپنی کہون دل کی بات
کیا عرض طوطی نے ای نیک ذات
بتا کیا تو طوطی ہے مجھ سے سوال
نہایت [illegible] انفعال

کہ طوطی میری آکے اسکو پیے ۔ رہے دانہ پانی بہا سکے لئے
غرض تھا یہی شغل اوسے متصل ۔ اسی مین تھا مشغول کرتا وہ دل
سنو یہان سے طوطی کی اب واردات ۔ وہ کرتی ہے کیا طائر نیک ذات
کہ جب اسکی نظرون سے غائب ہوئی ۔ تو راہ اپنے یکطرف جنگل کی لی
یہی کہتی جاتی تھی اُڑتی ہوئی ۔ کہ بھیجو ہے جی وسیلہ کوئی
چلی جاتی تھی مارتی بال و پر ۔ کہ اتنے مین آیا نظر ایک گھر
پھر اسمین ہی کیا اور یہ دیکھتی ۔ کہ صورت ہے اک اسمین درویش کی
بچھائے ہوئے قبلہ رو جانماز ۔ خدا سے ہے مصروف عجز و نیاز
بہاتا ہے اشکِ عبادت ترا ۔ جبین پر چمکتا ہے نور خدا
نہ اُسکے سوا اور انسان ہے ۔ اکیلی وہی جائے سنسان ہے
اس احوال کو کرکے طوطی نظر ۔ لگی دیکھنے بیٹھ اک شاخ پر
پھر اسرار وحدت مین کھولی زبان ۔ لگی ذکر توحید کرنے بیان
وہ سنتے ہی ایکبار اسکی نوا ۔ لگا دیکھنے شاخ کو سر اُٹھا
جو دیکھے تو طوطی ہے بیٹھی ہوئی ۔ ملالت بھری اور غربت زدی
تعجب مین آکر وہ درویش پیر ۔ لگا کہنے ای طائر دل پذیر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وہ درویش پر اُسکی صورت کو دیکھ
مصیبت کو اور اُسکی محنت کو دیکھ

لگا کہنے آ ای جہاندار شاہ
یہہ کیا لی ہی اشکال کی تو نے راہ

خدا تجھکو پہنچائے منزل کے بیچ
بھلا کچھ نہ کر فکر اب دل کے بیچ

خدا پر رکھ اپنی نظر کو مدام
اُسیکو جپا کر سدا صبح و شام

وہی مشکلین ساری کرتا ہی حل
وہی کام آتا ہی ہر اک محل

بس آنکھین شتابی سے اب بند کر
کہ آجائے قدرت خدا کی نظر

جہاندار نے سُنکے اُسکی یہہ پند
کیا وہین آنکھوں کو تئین اپنی بند

پھر اتنے مین جون کھول دی انکھیار
وہین اپنے تئین دیکھا دریا کے پار

کیا پھر وہین شکر حق کا ادا
رہا دیر تک کرتا حمد و ثنا

لیا ساتھ طوطی کو پھر بعد ازین
کہ وہ تھی اُسکی رفاقت گزین

ہوا کشور یار کو پھر روان
چلا پھر وہی جانب دلستان

صہینوں کی رہ جبکہ طی کر چکا
تو اک بستی مین آن کر کر پڑا

وہان ایک تکیہ تھا درویش کا
کہ تھی ہر مسافر کی جہین ہی جا

کیا اُسنے بھی جا کے وہین مقام
کہ تا دم لے اُنہین کئی صبح و شام

ذرہ ماندگی راہ کی دور ہو
جو پھر آگے چلنے کا مقدور ہو

ہوئی طوطی جھٹ اُڑی بر ہوا
چلی دیکھو تو تھی شاہ کا مدعا

بیان ہمکناری مینا سے بر حال جہاندار شاہ وقیم

جہاندار شاہ دلگیر ہوا پھر ایکلا رہا
ہوا پھر بدستور اداس و رنجور [illegible]

نہایت ہی خوش گو و شیرین زبان
فصیح المقال اور رنگین بیان
[illegible]

سُنا ہی کہ اک وقت گیلان مین
شہ موش تھا کوئی میدان مین
کہ تھے موش لاکھون ہی اسکے مطیع
قلمرو تھا اسکا وہ میدان وسیع
وبلکہ وزیر اسکا خرگوش تھا
کہ اسکو ہی انتظام کا ہوش تھا
زہی قدرت خالق بے نظیر
ہین موش و خرگوش شاہ و وزیر

داستان
شاہ گیلان
کہ سن اسکو ای ہمدم یار زمان
لگی کہنے مینا یہ تب داستان
ہوئی تھی انسے دشمنی کس بات
شاہ گیلان کی کیا تھی بات

نظر کر یہ حال جہاندار شاہ
لگی کرنے الفت کی اُسپر نگاہ
پھر اکبارگی وہ مخاطب ہوئی
بنی غمگسار اور کہنے لگی
کہ ای بادشہ زادہ والا گہر
بلا عشق کی رہ مین ہی سربسر
ہر اک گام مین اسکے ہین درد وغم
بھرے ہین تمام اسمین حزن والم
قدم مارتے ہین جو اس راہ مین
وہ رہتے ہین نت نالہ وآہ مین
بلا کو سمجھتے ہین راحت مُدام
جفا کے ہین وہ آشنا صبح وشام
پھر اسمین ہی ہوتے ہین وہ کامیاب
نہین ہی ضرور اسمین کچھ پیچ وتاب
یہ لی ہی اگر عشق کی تونے راہ
تو سُن بات میری جہاندار شاہ
ذرہ دل کتئین اپنے مضبوط کر
نرہ اتنا بیحال شام وسحر
خدا یار سے تجھکو دیگا ملا
کر انکا دہی عاقبت کو بھلا
ولیکن تو جسوقت ہو کامیاب
تو لازم ہی ای شاہ عالیجناب
کہ وہ بات سے کیجیو احتیاط
ہو کیا ہی گو تجھکو عیش ونشاط
ہی پہلا سخن یہ سرا دلپذیر
کہ دشمن کتئین بوجھیو مت حقیر
کہ تا شاہ گیلان کی طور سے
نہ آفت پڑے چرخ کے دور سے
شہنشہ نے پوچھا کہ ای جانور
بڑی تو تو ہیگی کوئی باخبر

یہی حال اسکا سنا ہے سدا انہین
تھے سب جانور اسکے فرمان مین
سب اسکے ہی تابع تمام
کہ تھا اسکا ہی یہ نظام
کہ گیلان کا وہ بادشاہ
قضا را کہ بیٹھا تھا اک دن وہان

عنایت

عنایت سے خالق کی جاری رہے
تری ذات کو پایداری رہے

سُنو اپنے میدان کی واردات
ہوئی ہے نہایت تعجب کی بات

کہ آیا ہے چھُٹ کر کہین سے شتر
درختون کو ہے کھا رہا سربسر

چرا سبزۂ بادشاہی تمام
رہا گھاس کا مطلق نہین نام

اسی طرح سے گر سبھی جانور
کرین گے سلوک اس جگہہ آن کر

تو میدان ہوویگا ویران تمام
رہیگا نہ پھر حکم شاہی کا نام

مناسب ہے اسکو بُلا کر حضور
خشونت کی باتین سُناؤ ضرور

ہوا سُنکے شاہ اسکو پیچ و تاب
بلایا اسے پاس اپنے شتاب

اور اک بارگی تیش کھا کر کہا
کہ سُنتا ہے او کج گلو بے حیا

تو کس کی اجازت سے آیا ہے یہان
قدم حکم سے کسکے رکھا ہے یہان

قلمرو مین میرے یہہ میدان ہے
مرا ہی یہان حکم و فرمان ہے

درختون کو تونے کیا پائمال
بتا دلمین کیا تیرے ہے گا خیال

اگر عاقبت اپنی ہے چاہتا
تو جیدھر سے آیا ہے اودھر کو جا

وگرنہ پشیمان ہوویگا تو
نہایت پریشان ہوویگا تو

شتر موش کو دیکھ حیران ہوا
نہایت ہی محظوظ خندان ہوا

اگر شہ کے رہتا تو فرمان مین — خلاصی تری ہوتی اک آن مین

رہا جب تو اسکا نفرمان پذیر — تو رہ اس گرفتار یمین ناگزیر

شتر معترف ہوکے کہنے لگا — کہ ہر طرح ہو عفو میری خطا

اگر اس بند سے مجھکو بخشو یہان — تو بندہ رہون تا قیام جہان

خدا اس میری باتکا ہی گواہ — کہ اب سے ہوا تابع حکم شاہ

سنی جون یہہ خرگوش نے گفتگو — بلا کر شتابی سے اک موش کو

کیا حکم جا شاخ پر ایکبار — کتر جلد اتکی ہوئی وہ مہار

وہین موش احکام لایا بجا — شتر کا سر اس شاخ سے چھٹ گیا

لے آیا اُسے بادشہ کے حضور — کیا اسنے مجرا بعجز و قصور

کہا آج سے ہو نمین شہ کا غلام — اطاعت سوا کچھ کرونگا نہ کام

ہوا اسنکے خوشنود شہ یہہ سخن — کیا حکم خرگوش کو دفعتن

کرو خاص بندونمین داخل اسے — جو اجر اطاعت ہو حاصل اسے

ہوا خاص بندونمین داخل شتر — تھا مورد عنایت کا شام و سحر

اجازت سے پھر اپنے سلطان کی — لگا چرنے جا سبزہ میدان کے

کیا اسطرح سے گذر ایکسال — ہوا طرفہ روداد پھر کر یہہ حال

کیا اُسنے کیا اپنے دلمین خیال — دکھاتا ہون اُسکو جدال و قتال
رکھی فوج خرگوش نے ایکبار — سوار و پیادہ ہزارون سوار
تھے موشون کے سردار بھی جسقدر — کیا اُنکو تیار ہو سر بسر
ہوا جبکہ تیار اسباب جنگ — کیا حکم تب شاہ نے بیدرنگ
کہ پہلے یہہ موشون کا لشکر تمام — کرے شاہ گیلان کے گھر مین یہہ کام
کہ جاکر خزینے مین ایکبارگی — زر و سیم کے بدرے کترین سبھی
روپے اشرفی کو نہچھوڑین وہان — جہان تک ہو سب منہہ مین لے آئین یہان
کرین بعد ازین ناقص اسباب جنگ — کہ ہون ٹکرے ٹکرے سبھی بیدرنگ
شہ موش نے یہہ دیا حکم جب — وہین موش سب جمع ہو شب بشب
بجا لائے احکام شاہی تمام — سلح کا نہ رکھا باقی نام
کما زین کے پلون کو ناقص کیا — نہ خیمے بھی ثابت رکھا اک ذرا
شہ موش جب سن چکا یہہ خبر — تو ایکبارگی اُٹھہ کے وقت سحر
کہا فوج انسان تیار ہو — کرے تخت تاراج گیلان کو
سوار و پیادے تھے جتنے تمام — گئے سوے گیلان کر ازدحام
ہوئی شاہ گیلان کو جب یہہ خبر — تو ایکبارگی گم کیا پا و سر

[illegible]

کہا جب یہہ مینا نے قصہ تمام
جہاندار سے پھر کیا یہہ کلام

کہ ای شہ عدو کو سمجھنا حقیر
نتیجہ بہی رکھتا ہی ناگزیر

کسیکو حقارت سے مت دیکھیے
اہانت سے نفرت سے مت دیکھیے

دیا سُن جہاندار نے یہہ جواب
کہ مینا تو سچ ہی ہی دانش مآب

سخن بھی ترے ہین نصیحت تمام
کہ انسان آوے ہر طرح کام

وے دوسری بات بھی اب سُنا
کہ اسکا بھی معلوم ہو فایدا

کیا سُنکے مینا نے پھر یہہ بیان
کہ ہی دوسری اسطرح یون داستان

داستان چہار پری

سُنا ہی کہین کوئی جوان تھا حسین
نہایت طرحدار اور نازنین

گُلِ تر کے مانند مہکا ہوا
مسون پر کا سبزہ وہ لہکا ہوا

ادادار مطبوع و نازک بدن
خجل جسکو ہو دیکھ سرو چمن

قضا را یہہ روداد اک دن ہوئی
کہ ماں باپ سے اسکے ہوئی ناخوشی

نکل گھر سے لی اسنے جنگل کی راہ
بصد درد و سوز و بصد اشک و آہ

چلا چل چلا چل کئی دن کے بعد
اٹھا زحمت باد و باران و رعد

کہین ایک صحرا مین وارد ہوا
دکھائی دیا جسمین تالاب سا

جوان نے کہا بات میری سنو / عبث غصہ و تیش تم مت کرو
اگر تمکو خواہش ہے پوشاک کی / تمنا ہے پھر سیر افلاک کی
تو بہتر ہے تم چار و مین سے کوئی / گوارا کرے اب سے وصلت میری
رفاقت زن و شو مین ہوتی ہے جو / قبول اسکو کرین مجھ سے اب تم کرو
لگین کہنے سنکر وہ یکبارگی / کہ ہم ہین پری اور تو ہے آدمی
کہان خاکی اور آتشی کا ہو ساتھ / پری سے کہان آدمی کا ہو ساتھ
یہہ باتون کو دے دل سے اپنے بھلا / شتابی سے بس جنت پوشاک لا
جوان نے کہا دون نہ مین زینہار / نہ جبتک کرو مجھکو تم اختیار
نہ تشویش کچھ مجھکو ہے جان کی / نہ دہشت تمہارے سلیمان کی
کرو تم مجھے تم سے جو ہو سکے / یہان ایسی دھمکی کا ہے ڈر کسے
ہوئی تب تو پریون کو لاچارگی / دکھائی دی اپسکی آوارگی
لگین کرنے پھر ہمدگر یہہ سخن / کہ سنتی ہو آپس مین تم ای بہن
ہوا آدمی ساتھ رہنا ضرور / کیا یون ہی تقدیر نے اب ظہور
نہین اسمین زنہار کچھ اختیار / ازل سے تھی یون مرضی کردگار
اسی مین پھر انمین سے اک نے کہا / کہ اچھا قبول اسکو مین نے کیا

نہین اسکو زنہار اسکی خبر | نہین مین نے ابتک وسے کی خبر
پس اُس سے خبردار رہنا ضرور | کہ اسکو نہو اسکا علم و شعور
زن پیر سنکر یہہ کہنے لگی | کہ اچھا ہو جس طرح مرضی تری
رہو تُم خبردار اور ہوشیار | نہ تشویش رکھہ دلمین تو زنہار
جوان نے زن پیر کا سُن جواب | گیا گھر سے عزم سفر پھر شتاب
جدھر کو تھا منظور اُدھر کو گیا | زن پیر پر چھوڑ گھر کو گیا
قضا نے سُنو کیا کیا آگے کام | کہ اک دن پری رشک ماہ تمام
نہا دھو کے پوشاک ٹھہری جہان | بنی شکل مہتاب سیمین بدن
زن پیر دیکھہ اُسکے عالم لگین | ستایش سے بولی کہ ای مہ جبین
مین قربان صورت کی تیری ہوئی | قیامت ہی کچھ جامہ زیبی تری
خدا نے بنایا ہی تجھکو بھی کیا | کہ دنیا مین ایسا نہین دوسرا
پری اسکو سنکر یہہ کہنے لگی | پھر ایکدل سے آہ اپنے حسرت زدی
کہ ماما تو کرتی ہی تعریف کیا | کہان میرا اگلا سا عالم رہا
جو اصلی ہی زینت کا میرے لباس | خدا نے نہ اسکو رکھا میرے پاس
گر اُسطرح سے دیکھتی تو مجھے | تو معلوم تب حال ہوتا تجھے

کہ ای شاہِ فرخندہ والا گہر — اسی کتئین دل مین تک غور کر

کہ راز اپنا کہتا نہ گر وہ جوان — تو پڑتی مصیبت یہہ اُسپر کہان

اسیکو بس اب دل مین سمجھو ذرا — کہ کہنا نہین راز اپنا بھلا

داستان یافتن چہار چیز

اب آگے ہی یون داستانکا بیان — قلم یون ہی کاغذ پہ ہوتا روان

کہ رخصت ہو طوطی جو تھی وہ گئی — پس از عرصۂ چند پھر وہ پری

جہاندار کے تئین کیا آسلام — لگی کہنے ای شاہِ والا مقام

خدا نے ترا کام آسان کیا — ترے درد اور غم کا درمان کیا

کہ نزدیک اسجا سے ہی اک مکان — پدر مُردہ دو بھائی بستے وہان

ملے اُنکے ورثے مین ہین چار چیز — کہ دونون کتئین ہین وہ چارون عزیز

برابر نہین ہوتی انکی رسد — اسی کا ہی دونونکو باہم حسد

اگر تو کسی طرح اُس جا چلے — اور انمین حکم ہو کچھ ایسا کرے

کہ چارون کو اپنے تصرف مین لائے — تو ہر ایک اس سے مفید اپنی پائے

یہہ تفصیل رکھتی ہین وہ چار چیز — تصور مین میرے ہوئین جو عزیز

کہ پہلے ہی اک کشتی نہاین عجب — کہ جس سے جواہر نکلتا ہی سب

کہے آؤ جلد ایک تیر و کمان
کروں حل مشکل تمہاری عیان

کیا جبکہ حاضر کمان اور تیر
تو بولا جہاندار حکمت پذیر

کہ جو تیر کو سب سے پہلے لے آئے
وہی دونوں دلخواہ چیز اپنی پائے

کیا سنکے دونوں نے وہیں قبول
سمجھ اسمیں مقصد کا اپنے حصول

جہاندار نے کھینچ کر پھر کمان
چلایا خدنگ اسطرح ناگہان

کہ پہنچا کہیں کا کہیں دور تک
وہ دوڑے اُدھر یہہ ادھر یکبیک

چڑھا لیکے طوطی کو نعلین پر
اٹھا باقی چیزوں کو بھی سر بسر

ہوا آسمان پر یکایک بلند
اڑے جیسے اوج ہوا میں پرند

پس اک آنکی آن میں مثل باد
ہوا داخل شہر مینو سواد

ہوا اگرچہ خوشنود و خورم کمال
ولے دل پہ تھا اُسکے یہی ملال

کہ کیسی جہانت یہہ مجھسے ہوئی
جو ابتک کسی نے نہیں ایسی کی

ولیکن خدا سے یہہ کرتا ہوں عہد
کہ جب اپنے مقصد کو پہنچوں بجہد

پھروں لیکے جب اپنی مطلوب کو
وہ محبوب کو اور وہ مرغوب کو

تو پھر حق حقدار واصل کروں
تمنائیں دونوں کی حاصل کروں

یہہ کہکر دل اپنے کو تسکین دی
ہوئی ہر طرف جس سے افسردگی

نہ کوئی یار نا کوئی غمخوار تھا | مصیبت مین اپنی گرفتار تھا
فقط طوطی ہی اُسکی غمخوار تھی | وہی ایک یار وفادار تھی
کبھی غم کی باتین جو کرتا تھا شاہ | وہی سنتی تھی اور کرتی تھی آہ

وارد شدن جہاندار شاہ در باغ بہرور بانو

یہان سے کہانی کا یون ہی بیان | کہ جب وہ جہاندار شاہ خستہ جان
ہوا شہر سے باہر اور سوئے دشت | لگا کرنے مجنون کے مانند گشت
وزیر پدر کا پسر ایک یار | جسے کہتے تھے ہرمز اہل دیار
نظر پڑ گیا اُسکو اک بارگی | بتکلیف و تصدیع زاوار گی
جہاندار دیکھ اسکو خوش ہوا | لگا پوچھنے حال سرتا بپا
کہ ای ہرمز آیا ادھر کس طرح | بیان وجہہ کر اسکی ہے کس طرح
کہا تب یہ ہرمز نے بھر کر اک آہ | کہ کیا پوچھتا ہی جہاندار شاہ
مجھے عشق نے بہرور بانو کے | نکالا ہی اکبارگی شہر سے
ہوئے مجھکو بارہ برس ابتلک | پہ ابتک نہین دیکھی اسکی جھلک
کشیدہ ہی وہ تیرے ہی نام کی | نہین کچھ خبر اسکو آرام کی
ترے ہی تئین دیکھ کر خواب مین | ہمیشہ ہی رہتی ہے تپ و تاب مین

لگا دل میں باتیں وہ سب کرنے یاد سُنی تھی جو ہرمز سے حسب مراد

لگا کہنے بارے ہے شکر خدا کہ مطلوب بھی کچھ ہے طالب مرا

قضارا اسی میں کہیں روبرو نظر باغ آیا جہاندار کو

ہوا دیکھتے ہی خوش اسکو کمال اسیطرف کی راہ لی حال حال

کرے جسمیں تا وقفہ اک آدھ روز ذرہ ہووے تخفیف اندوہ سوز

شگفتہ شدن جہاندار بتاثیر ہوائی باغ معشوق

جب اُس باغ میں جا کے داخل ہوا شغف سا ذرا دل کو حاصل ہوا

ہر اک گل سے آئی محبت کی بو محبت کی بو اور الفت کی بو

چمن کے چمن اسکے دلکش تمام کریں بلبلیں آرزو کے کلام

شگوفوں میں ہر سو مہک عشق کی جو سبزی انھوں میں لہک عشق کی

نسیم و صبا دل کی راحت فزا موافق طبیعت کے سوج ہوا

درختوں کی ہر چھاؤں آرام دل ہم آرام دل اور ہم دام دل

جہاندار اک بارگی دیکھ کر شگفتہ ہوا مثل گل برگ تر

وہ غمگین طبیعت کچھ آئی بحال مصیبت کے فی الجملہ بھولے خیال

مخاطب ہو پھر دل کو بے اختیار غزل یہہ سُنانے لگا ایکبار

غزل

دلا اسقدر بیقراری نہ کر

نہ دم بدم آہ و زاری نہ کر

ہوا اتنا بیتاب اور یہ تو اس [illegible]

فغان درد سے بار باری نہ کر

شکیب و تحمل نہ دے ہاتھ سے

بس اتنی بھی بے اختیاری نہ کر

کریگا کبھی تو خدا کامیاب

عبث ترک امیدواری نہ کر

نہ وحشت کی [illegible] دل بے تجھے

میرے ساتھ حق میں یوں دوستداری نہ کر

نہیں تجھ میں تاب تالم رہی

مژہ سے لہو اور جاری نہ کر

[illegible]

[illegible]

کہ سن ای جہاندار آشفتہ حال	نہ لا یاس کے دل مین ہرگز خیال
نہ زنہار لا کچھ پراسیمگی	نہ آنے دے بیتابی و بیخودی
سنبھال اپنے تئین جیکو مضبوط کر	خدا پر رکھو اپنی ہمیشہ نظر
وہ ہے کارساز اور بندہ نواز	اسی سے برآوے امید دراز
کسیکو وہ محروم رکھتا نہین	سدا یونہی مغموم رکھتا نہین
بر آتی ہے عالم کی اُس سے امید	وہی سب کرے ہے سیاہ و سفید
کئی داستان اسطرح کی سب مجھے	ہین یاد انکو گر مین سناؤن تجھے
تو فی الجملہ ہو تجھکو صبر و قرار	تصور کرے اپنا پایان کار
جہاندار نے تب یہہ سنکر کہا	کہ ای طایر زیرک باوفا
بلا سے سنا کوئی مجھے داستان	کہ ہو شغل خاطر مرا اک زمان
فراموش ہون دل سے اندوہ و غم	ذرہ بیٹھین مشغول خاطر بہم
لگی کہنے طوطی یہہ تب داستان	کہ سن ای جہاندار آشفتہ جان

داستان ملکزادہ شہر فتن

سنا ہی کہین کوئی شہر فتن	زمان سلف مین تھا رشک چمن
ملکزادہ اس شہر کا تھا حسین	نہایت ہی مطبوع اور مہ جبین

[illegible]

تڑپھنے لگا جان دینے لگا
ہوا درد و اندوہ کا مبتلا

ہوئی انمین یارونکو اسکی خبر
چلے آئے وحشت زدہ سر بسر

اٹھالے گئے گھر کو اسکتئین
فلک اس الم سے تھا اندوہگین

لگے پوچھنے اس سے کیہ دلکی بات
کہ اک بار کیا تجھہ پہ ہوئی واردات

وہ زنہار کچھہ منہہ سے کہتا تھا
یو نہین بیخودانہ تھا چپکا پڑا

وزیر پدر کا تھا اسکے پسر
جو طفلی سے تھا اسکا جان و جگر

کہین کان مین اسکے پہنچی یہہ بات
کہ ہی شاہزادیکی یون واردات

وہ سنتے ہی بیتاب آیا چلا
سرشک محبت بہاتا ہوا

لگا کہنے بالین پر آن کر
کہ ای شاہ جم جاہ والا گہر

بتا کچھہ تو اپنے مجھے دلکی بات
مین آخر ہون کھیلا ہوا تیرے ساتھہ

لڑکپن سے باہم جدائی نہین
جدا ایکی کوئی بات آئی نہین

زیادہ جلا مت مری جان و دل
نکو درد و غم سے مجھے مضمحل

سنا شاہزادے نے جب یہہ کلام
کہی اس سے روداد اپنی تمام

ارادت کی اپنے اسے دی خبر
کہ یون مجھکو مرکوز ہی سر بسر

کہا سنکے بہتر ہی مین تھہ ہون
تجھے ہاتھہ سے کسطرح اپنے دون

رفاقت پہ مین بھی ہون ثابت قدم ۔ رہون اس غم و درد مین تا بہم

ہوا شہ رفاقت سے اسکی بھی خوش ۔ ارادت سے اسکی نہایت ہی خوش

غرض چارون ہمدرد آپسمین ہو ۔ لگے کرنے طی راہ مقصود کو

یکایک ہوا اسمین پھر کیا عیان ۔ کہ آیا نظر راہ مین ناگہان

کہ بیٹھا ہے یکطرف کو پیر مرد ۔ بدن پر تمامی سے ملے خاک و گرد

کئی استخوان روبرو گاے کے ۔ ہے بیٹھا ہوا پاس اپنے لئے

ہوا دیکھکر شاہزادہ کھڑا ۔ کہ دیکھین یہہ اور آگے کرتا ہے کیا

نکال اسنے ابریق سے آب ۔ پھر ان استخوانون پہ چھڑکا شتاب

وہین جی اٹھی گاے اک آن مین ۔ لگی چرنے چگنے بیابان مین

نہایت تعجب ہوا شاہ کو ۔ گیا بھول سب منزل و راہ کو

لگا دلمین کہنے کو فرخندہ پے ۔ کہ بیشک وے بے ریب یہہ خضر ہے

جو مردے کتین یون دیتا جلاے ۔ وگرنہ کسی سے یہہ کسطرح آے

اثر ہے یہہ سب آب حیوان کا ۔ ارادہ اسی سے یہہ ہو خانکا

کہا پھر اسے شہ نے ای پیر مرد ۔ عجب تو تو ہے کوئی عالم مین فرد

بتا خضر ہے یا تو الیاس ہے ۔ جو ایسی کرامت ترے پاس ہے

تو میدان اک آیا نظر لق و دق | جسے دیکھ ہو سینہ یکبار شق
نہ کوئی آدمی ہے نہ حیوان ہے | عجب طرح کی جائے سنسان ہے
پڑی ریت اُڑتی ہے چارو طرف | جسے دیکھ کر ہو دل و جان تلف
زمین گرم موج ہوا اُسکی گرم | مس و آہن اُسمین ہو اکبار نرم
گویا موت کا ایک بازار ہے | عزازیل جسمین خریدار ہے
رفیقوں سے شہزادے نے تب کہا | کہ یہہ کیسا آیا مکان بلا
کہا پیر نے اے شہ نیک بخت | یہاں دیو ہے ایک بد ذات سخت
کہ اک عالم اُسنے کیا ہے خراب | بھلا ہے قدم یہاں سے اُٹھے شتاب
ہیں ویران سب اطرف کی بستیان | نہین آدمی زاد کا یہان نشان
نظر کیجئے جتنے کوسون تلک | نہین ہین پرندون چرندون تلک
بچا اُسکے چنگل سے کوئی نہین | وہی کر گیا لقمہ سب کتین
مہابت صلابت کہون اُسکی کیا | بیان سکے بھی انداز سے ہے سوا
قوی شکل ہے اور ہیکل ہے نام | اذیت ہی عالم کی ہے اُسکا کام
سر اُسکا ہے جیون گنبد آسمان | پھر آگے کرون شکل کیا مین بیان
کہ ہے خرس اور خوک جیسے نہنگ | ہین خط اُسکے چہرے پہ ہفتاد رنگ

کیا پھر سلام آنکر شاہ کو | بیان کی وہ سب مرنے کی گفتگو
شہنشاہ سُنکر بہت خوش ہوا | کہا شکر سفّاک عالم ہوا
چلا پھر رفیقون کو لے پیشتر | کرے سیر تا وہ مکان سر بسر
جو پہنچا تو قصر ایک دیکھا بلند | لگے وہم کی بھی نہ جس پر کمند
نہایت ہی شاہانہ تعمیر ہے | طلائی کھچی سب کی تحریر ہے
عقیق اور یاقوت کا سب ہے کام | مُرصع ہے جو دیکھا سنگ رخام
درونمین تکلّف کے پردے بندھے | پہ مُدت کے بوسیدہ ہین ہو رہے
نشان سب ہین دولت سرا کے عیان | نہین آدمی کا مگر ایک نشان
تحیّر سے ہر اکطرف بادشاہ | بافسوس کرتا تھا ہر جا نگاہ
کہ اِتنے مین اکبار اک نازنین | ہو خجلت زدہ جیسے تصویر چین
کسی در سے فی الفور آئی نکل | لگی کہنے حسرت سے ہاتھون کو مل
کہ ای نوجوان کون ہے تو بتا | ترا کس طرح یہان گذارا ہوا
جو یون بیدھڑک آن پہنچا یہان | نہین دلمین کیا تیرے کچھ خوف جان
یہہ مسکن ہے ایک دیو بدذات کا | محل ہے تمامی بلیّات کا
خدا یہان کسیکو نہ لاوے کبھی | کسیکو نہ یہہ جا دکھاوے کبھی

ملک زادہ کو بس تعجب ہوا — پھر اور اُسمین آگے ہی گیا دیکھتا
کہ ناگہہ حویلی سی آئی نظر — لگی کرنے ماتم وہ رشک قمر
کہا شہ نے ماتم کا یہان کیا سبب — جو دیکھہ اُسکو شیون تو کرتی ہی جب
کہا اُسنے رو کر کہ ای بادشاہ — یہان تھا پدر میرا با عز و جاہ
محل تھا اُسیکا یہہ عشرت سرا — جو ہو کا مقام اِسطرح ہو گیا
کسی وقت مین تھا یہہ باغ و بہار — مجھے یاد آئی وہ لیل و نہار
پھر اک اور مکان مین ہوا جو گذر — عجایب اور اُسسے بھی آیا نظر
کہ مُردہ سا اک طرف دالان مین — ہی گویا لباس شہیدان مین
وہ گلرو نے پھر اُسپہ ماتم کیا — گریبان کیا چاک اور غم کیا
کہا شاہ نے کر اِسے بھی بیان — کہ ہی کون مُردہ پڑا یہہ جوان
کہا نازنین نے کہ ای شہریار — یہی میرا شوہر ہی رنگین عذار
اِسیکی ازل سے مین ناموس ہون — جواب اُسکے جینے سے مایوس ہون
منوچہر ہی نام اِس شاہ کا — کہ مظلوم ہی ظلم ناگاہ کا
قیا شاہی معلوم ہوتا مجھے — کہ ہی آج کل ہی مین مارا اِسے
نتھا پاس ازبسکہ اِسکے کوئی — اکیلی رہی لاش اِسکی پڑی

ہے کس چیز کی آپ کو جستجو — بھلا میں بھی ڈھونڈھوں اسے سو بسو
کہا شاہزادے نے تب ای نازنین — جو کچھ مدعا ہے مرے دلنشین
سراغ اسکا کسطرح تو پا سکے — کہاں لاکے تو مجھکو دکھلا سکے
نہو مطلقًا جسکا نام و نشان — بھلا اب اسے کیا کروں میں بیان
غرض جبکہ تکرار باہم ہوا — تو لاچار شہ نے کہا ماجرا
دیا تب پری رو نے سنکر جواب — کہ خوب اتنا بھی تفکر و اضطراب
خدا پر رکھو وہاں صبح و مسا — کہ ہے وہ ہی ہر اک کا حاجت روا
یہہ کہکر بلائی پھر اک پیرزن — کہ ہر طور کا جسکو تھا یاد فن
لے آوے فلک پر سے تاروں کو توڑ — ہزاروں کرے آن میں توڑ جوڑ
کہی اسکو تنہا بٹھا سب یہہ بات — ہوئی تھی جو کچھ شاہ پر واردات
پتے جسقدر تھے سنے شاہ سے — مفصل وہ سمجھا کے اسکو کہے
سنی پیرزن نے حکایت تمام — کہا خوب ہے میں کرونگی یہہ کام
یہہ کہکر پری رو سے رخصت ہوئی — نگر در نگر کھوج لیتی چلی
پس از چند مدت ہوا ایک بار — کسی شہر میں جاکے اسکا گذار
ہوا اسکو معلوم وہاں اسقدر — کہ شہزادی اک یہاں ہے رشک قمر

پس از چند مدت کے آکر ملی — پری رو نے سے روداد ساری کہی

ملک زادے کیتین بھی دی تہنیت — کہ خوش ہو بس اب چھین غم کھاؤ ست

خدا نے ٹھکانا ملایا مجھے — پھر اسکو بھی آنکھون دکھایا مجھے

کہون کیا نہ اوسان میرے رہے — کہے جو تو ہے حق بجانب تمے

سنا شاہ نے جبکہ یہ ماجرا — کیا سجدۂ شکر اور خوش ہوا

کہ یارب ملا یار کا کچھ نشان — تن مردہ مین آئی فی الفور جان

پھر آگے ہوا کیا پس از چند روز — کہ اک روز وہ شاہ عالم فروز

کیا صید ماہی کیتین جس جگاہ — لب آب با درد اندوہ و آہ

کہ یطرف پھینکا جو پانی مین شست — تو مچھلی نے کی اوسمین اکبار جست

شہنشہ نے خوش ہوکے پکڑا اوسے — پھر اوٹھ کر کیتین وہین اکبار لے

کہا آکے باورچیون کو شتاب — کہ کرلاؤ جلد اسکے کباب

بہ تکلم جبکہ مچھلی کا چیرا گیا — تو پازیب اوسمین سے اک بے بہا

مرصع جواہر کی نکلی تمام — کہ تھا لعل و یاقوت کا اوسپہ کام

شہنشاہ کو لا دکھایا اوسے — تحیر مین سب دیکھ کر رہ گئے

تڑپنے لگا شاہ مچھلی نمط — نہوتا تھا غم دل سے ہرگز غلط

بتا ایکدن کتنے پھولونکے ہار ‏ مقیش و زری کے لگا ہمین تار
کہا اُس سے ای مادر حق شناس ‏ مجھے پھر لیجا مہربانو کے پاس
کہ پھر تیری دولت سے دیکھون اُسے ‏ کئی بار پھر نذر مین دون اُسے
کہا اُسنے سُنتے ہی میری بہن ‏ کہون تجھسے کیا مین وہان کا سخن
کئی دن سے ہی شاہزادی غمین ‏ گئی تھی وہ دریا پہ نہانے کہین
عجب طرح کی بات کچھ ہو گئی ‏ کہ پازیب اُسکی وہان گر پڑی
وہ اُسکے لئے کب سے مغموم ہی ‏ مجھے اُسکی تشویش معلوم ہی
اگر کتنے دن تو توقف کرے ‏ تو لیجاؤن مین ساتھ اپنے تجھے
یہہ سُنتے ہی بس پیرزن ایکبار ‏ ہوئی خورم و شاد جون نوبہار
چلی آئی فی الفور بہرشاہ پاس ‏ کہا اے شہنشاہ ملی تیری آس
یہہ پازیب ہی تیرے ہی یار کی ‏ اُسی نازنین وطرح دار کی
ولے اب سُنو آگے تم مجھسے بات ‏ کہ لیکر بس اپنے رفیقونکو سات
یہان سے رہو جا کے تک دور تر ‏ جہان غیر کا ہو نہ ہرگز گذر
پھر اپنے اُسی پیر سے یہہ کہو ‏ کہ لیکر اُسی آب حیوان کو
ملے جا پدر سے وہ دلدار کے ‏ کہے پھر یہہ حرف اُسے اسرار کے

کہان ایسے بخت اور طالع میرے | جو خضر ایسا پیغام مجھسے کرے
تب اُس پیر نے آب حیوان نکال | رکھا روبرو شاہ کے حال حال
کہا ہو نہ باور اگر شاہ زمان | تو حاضر ہے کر لیجئے امتحان
شہنشہ نے مچھلی منگائی کوئی | جو تھی کب کی سوکھی ہوئی مر رہی
وہین پیر نے اُسپہ یکقطرہ آب | چوایا وہین جی اُٹھی وہ شتاب
ہوا اہل مجلس کو حیرت تمام | ہوا خوش شہنشاہ عالیمقام
قدم پر گرا پیر کے دفعتن | عقیدے سے کرنے لگا یہہ سخن
تو بیشک ہے بھیجا ہوا خضر کا | بس اب کچھ نہ شک مجھکو باقی رہا
کہا پیر نے بس مین رخصت ہوا | زیادہ نہین مجھکو رہنا بھلا
فقیرونکو دُنیا سے کیا کام ہے | کہ دُنیا کا دار فنا نام ہے
یہہ کہکر مرخص ہوا بس شتاب | یہان آن پہنچا بصد اضطراب
کہا آکے یہہ ماجرا شاہ کو | نہ پاتے ہو تم اپنی اب ماہ کو
کئی دن کے پیچھے شہنشاہ تب | گیا شہر مین پھر بعیش و طرب
اُسی باغ مین پھر کیا جا مقام | جہان رہ چکا تھا کئی صبح و شام
کیا شہ سے پیغام پھر ایکبار | کہ آیا ختن کا ہون مین شہریار

شتابی نکیجے بس اب اسقدر
اقامت ہے چندے تمھین خوبتر

ملکزادہ سن کے پیغام کو
کہا دلکو خوش ہو دل کام جو

تو ملتا ہے اب اپنے مطلوب سے
وہ مطلوب ہے اور وہ محبوب ہے

پدر مہربانو کا پھر ایک بار
محل مین گیا اپنے خوش بیشمار

لگا پوچھا شادی کا کرنے بیان
سب اہل محل ہو گئے شادمان

پھر اسکی خبر سنکے مالن پاس
گئی پیرزن بھی وہ روشن قیاس

کہا اسنے مالن سے کیدھر تھی تو
کہ تیری مجھے کب سے تھی جستجو

چل اب شاہزادی کنے ہے خوشی
ملی اسسے جو تو اسکی مشتاق تھی

گئی ساتھ مالن کے وہ پیرزن
پھر آنکھوں سے دیکھی وہ رشک چمن

رکھے سامنے نذر پھولون کے ہار
تصدق ہوئی جی سے بے اختیار

ہو خوش مہربانو یہہ کہنے لگی
کہ ماما تو ابتک تھی کیدھر رہی

بھلی صورت اپنی دکھاتی ہے تو
کہ سو سو برس بعد آتی ہے تو

کہا پیرزن نے مین صدقے گئی
ہے سیلانی میرا یہہ کم بخت جی

کبھی یہان کبھی وان ہون پھرتی پری
کہ کٹ جاے دو روز کی زندگی

ہے آیا ترے باغ مین اکجوان
سجیلا چھبیلا پر از عز و شان

که نوبت دهر بن آج سے بیاه کی
که شادی هے اس غیرت ماه کی

محل مین بهی هین گائینین جو تمام
مچاوین بدهاوی کی اب دهوم دهام

کرو شهر کو یکسر آئینه بند
که دسے روشنی لطف جسے دو چند

امیرونکو تورسے تئین رنگ رنگ
شتابی کرو بس نه هووے درنگ

زری بادلے کے بچهین فرش سب
تکلف کے خلعت بهون تیار اب

صندوقچے جواهر کے بهی وا کرو
جو مطلوب هے سب مهیا کرو

جب ارکان دولت یه لائے بجا
اور اسباب سب کچهه مهیا کیا

تو بهیجا ملک زادے کو یه پیام
که ای شاه فرخنده والا مقام

معین هے اب ساعت سعد کل
بس اب کل کرو روشن آکر محل

جلوس و تزک کا جو سامان تها
وه سب کچهه ادهر سے روانه کیا

ملک زاده بس وقت موعود پر
رفیقون کو تئین اپنے سب جمع کر

براتی هر اک کو بخوبی بنا
بنا آپ دولها بناز و ادا

گیا دهوم سے اور بری اوج سے
اسی لاو لشکر اسی فوج سے

اٹهے پهر بتعظیم امیر و وزیر
گئے آگے لینے صغیر و کبیر

لگی تهی جهان مسند زرنگار
بٹهایا وهان لا کے با اقتدار

ہر اک لعل تھا مملکت کا خراج | جو لایا وہ زیبندۂ تخت و تاج
غرض بعد چوتھی کے پھر چند روز | لگا کہنے وہ شاہ عالم فروز
کہ بہتر ہے اپنے پھرون شہر کو | لئے ایسی زیبندۂ دہر کو
پدر مہر بانو کا راضی ہوا | بناچار جون تون مرخص کیا

بر جستن ہوشنگ از کمین گاہ تدبیر و بدست آوردن مہر بانو

اب آگے ہے اس نقل کا یون بیان | بیان اسطرح ہے رکھے داستان
کہ شہزادہ تھا کوئی ہوشنگ نام | جو تھا مہر بانو کا عاشق تمام
تھا وصلت کا اسکی وہ امیدوار | اسی امید مین تھا وہ لیل و نہار
خبر سنتے ہی اُسنے اس ماہ کی | بصد حسرت و درد اک آہ کی
بلا پیرزن ایک فطرت بھری | کہ تھی یاد جسکو صد افسون گری
کہا اُسکو گر تیری تدبیر سے | اگر مہر بانو مجھے اب ملے
تو بندونکا بندہ رہونگا ترا | سدا از زر خریدہ رہونگا ترا
کرونگا نہایت ہی تجھسے سلوک | کر اب کچھ تو تدبیر ہرگز نہ چوک
کہا اُسنے واری نہ کر فکر تو | ملادونگی تجھسے مین وہ ماہرو
یہہ کہتے ہی بس اُسطرف کو گئی | جدھر مہر بانو نے تھی راہ لی

سنو کیا قضا آگے کرتی ہے کام
کہ منزل مین اک دو ہوے وہان مقام

ملک زاد نکلا برائے شکار
وہین ہو یہہ بدبخت آگاہ کار

خبر بھیجی ہوشنگ کو دفعتن
کہ بس آ شتابی ای شاہ زمن

وگر دھیل کچھ اسمین لاویگا تو
تو مقصود اپنا نپاویگا تو

وہ آگے ہی جو تھا لگا گھات مین
بدل مستعد تھا اسی بات مین

وہین ایک کشتی پہ ہوکر سوار
شتابی سے حاضر ہوا ایکبار

یہہ سنتے ہی عیار ظہرت بھری
خوزادی سے جا اپنی کہنے لگی

کہ واری ملک زادہ نے راہ سے
بہت پیار سے اور بہت چاہ سے

بلایا ہے تجھکو بسیر و شکار
کہ ٹک تم بھی صحرا کی دیکھو بہار

ہے خیمہ لب آب کشتی لگی
سواری کی خاطر جو ہے بھیجدی

ہوا مہر بانو کے دل مین یقین
کہ شاید بلایا ہو سچ میرے تئین

یہہ سنکر جو در پر گئی ایکبار
کیا وہین ہوشنگ نے پھر سوار

اڑی دفعتاً کشتی پھر اسطرح
کہ تخت سلیمان اڑے جسطرح

ہوئے سیکڑون کوس جلدی جسگھڑی
تو ہوشنگ نے پھر حقیقت کہی

کہ یون تیرا بچپن سے شیدا تھا مین
ترا نام لے لے کے جیتا تھا مین

کہا شاہ ہوشنگ نے خوب ہے | مجھے تیری خوشنودی مطلوب ہے
یہہ چالیس دن بھی گذر جائینگے | مزا پھر تو ہر طرح ہم پائینگے
یہہ کہہ کر کیا ایک حجرہ جدا | لگی رہنے وہان مہر بانو سدا

آگاہ شدن ملک زادہ از بلاے ناگہانی و رسانیدن خود را بعبادتگاہ مہر بانو

سنو اب ملک زادہ کی واردات | کہ آکر سنی جب یہہ خیمہ مین بات
ہوا دفعتاً بے قرار و ملول | لگا ملنے منہہ کے اوپر خاک و دھول
کیا ناصبوری سے اپنا یہہ حال | کہ مرنے کا گذرا سبھونکو خیال
رفیقون نے تب ملکے یون عرض کی | کہ اتنی بھی لازم نہین بیخودی
ذرہ کیجئے ضبط اپنے تئین | مصیبت پڑی ہے نہ کسکے تئین
وسیلے عقل و تدبیر سے سارے کام | پھر آخر کتئین پاتے ہین انصرام
کہا آج دن ہے ترے کام کا | کرے فکر تا تو اس انجام کا
کہا اسنے بس حکم کی دیر تھی | مجھے اب نہین ہے توقف ذری
یہہ کہہ اور وہین جا لب آب پر | ہر ایک موج کی شکل کر کر نظر
بتایا کہ ادھر ہے کشتی گئی | اور اسکو گئے اتنی مدت ہوئی
ملک زادہ نے لی تب ادھر کی راہ | بجان غمی و بحال تباہ

توکل مہر بانو کو لیکر چلوں
شتابی سے اپنے وطن کو پھرون

قضا را وہی خاتمہ کی تھی رات
کہ منہہ پر تھی ہوشنگ کے یہی بات

کہ کل مہر بانو سے پاؤنگا وصل
بس اب جا چکا سب مرا ہجر و فصل

غرض جب ہوئی تب ملکزادہ تب
رفیقون کتئین جمع کر اپنے سب

ہوا تخت پر آکے اپنے سوار
نگا یک کیا جا محل مین گذار

بٹھا مہر بانو کتئین اپنے ساتھ
اور اُس پیرزن کو بھی لے ہاتھون ہاتھ

چھلاوا سا اوج ہوا پر اُڑا
ہر اہل زمین کو دکھائی دیا

ہوئی جبکہ ہوشنگ کو یہہ خبر
گئے ہوش اور گم کئے پاؤن سر

کہا چوکیدارونکو مارین تفنگ
شتابی کرین تا کرین بس درنگ

ہزارون لگین گولیان چلنے جب
سر پیرزن کا پکر شہ نے تب

زمین پر دیا پھینک ایک ہی
نگاہ اُسپہ ہوشنگ کی جو پڑی

یقین تب ہوا اُسکے دلمین تمام
کہ تھا سب ملکزادہ ہی کا یہہ کام

غرض جب یہہ مقصود اور مدعا
ملکزادہ کتئین خدا نے دیا

وطن کو شتابی سے پھر آ لی
کہین راہ مین ڈھیل مطلق نکی

ہوا جب قدمبوس مان باپ کے
مصایب جو گذرے تھے یکسر کہے

محبت لگی بڑھنے جانی سدا — تعشق لگا ہوتا چلا مرتبا
پھر اسمین جب آ پہنچے لذت کے دن — کہ بارہ برس کے ہوے دونون سن
کہ باہم ہوئین اور ہی خواہشین — دلونکی ہوئین اور فرمایشین
لگین چشمکین چلنے انداز کی — لگے بولیان بولنے ناز کی
بچھوڑا نہ اک آن باہم رہے — جدائی نہ مطلق کسی دم رہے
ہوا سب پہ معلوم آخر یہی — کہ باہم ہے معشوقی و عاشقی
ہوئی جبکہ مان باپ کو یہہ خبر — تو قدغن کی رو سے کہا شور کر
کہ زہرہ نہ مکتب مین آیا کرے — محل ہی مین آ تو پڑھا یا کرے
ہوا نا گہانی جو ترک وصال — تو دونون طرف زندگی ہوئی محال
ہراک جان کو اپنے کھویا کرے — سبق کے بہانے سے رویا کرے
پڑا جھانکنے تاکنے سے جو کام — لگا اسکا چرچا بھی ہونے تمام
ہراک وقت بہرام کے باپ سے — یہی ذکر سب لوگ کرنے لگے
کہ شہزادہ مجنون ہی ہوتا چلا — نہین ہوش مین مطلق اپنے رہا
خلایق ملامت ہی کرتی اسے — رعیت شماتت ہی کرتی اسے
پدر سنکے بہرام کا ہو خفا — لگا کہنے اب اسکا رہنا بھی کیا

کہ تا اسپ پہ ہر طرح ہو کر سوار — کسیطرح تجھہ سے ملون ایکبار
سنا جب یہہ بہرام سے یہ جواب — تو دل کا مٹا اُسکے کچھہ اضطراب
اسیوقت موعود کو دیکھہ کے — دیا بھیج گھوڑا ہر اک طور سے
ہوئی دو پہر رات جب منقضی — تو زہرہ پلنگ پر سے اپنے اُٹھی
سنگار اپنا اک لخت نوچا تمام — پھر اک بھیس مردانہ پہنا تمام
جواہر کے دس بیس لیکر رقم — چلی گھر کے باہر اُٹھاتی قدم
ہوئی آکے گھوڑے پہ جلدی سوار — ملی جاکے بہرام سے ایکبار
لگے رونے دونون لپٹ کر گلے — یہہ روے یہہ روے کہ نالے بہے
تھا جبکہ ہر ایک کا اشک تر — تو دکھہ سکھہ لگے پوچھنے ہمدگر
لگا کہنے بہرام زہرہ کے تئین — کہ زہرہ تو کیا ہوگئی منحنین
کہا اسنے تو مجھسے بھی ہی نحیف — نہین مین ہی کچھہ ناتوان و ضعیف
مرے غم نے جیسا کیا تیرا حال — ترے غم نے ویسا کیا میرا حال
غرض کرکے باتین یہہ الفت بھری — پھر اک طرف کی دونون نے راہ لی
چلے تین دن تک شب و روز جب — تو غالب ہوئی خستگی اور تعب
پھر آکر ہوئے وارد اک ایسی جا — کہ راحت بھری تھی جہان کی فزا

ہوئی آفت تازہ اور اک عجیب ۔ غریب و عجیب و عجیب و غریب
کہ دیکھے تو گھوڑے پہ ہے اک سوار ۔ کسی طرف جاتا ہی بے اختیار
سمجھ کر اسے اپنا بہرام تب ۔ چلی اسکے پیچھے بصد تاب و تب
قریب اسکے ایکبار گی جون گئی ۔ تو شکل اُسکی اُسکے نظر مین پری
محقق ہوا تب کوئی اور شخص ۔ کہ نامحرمون سا ہے بے طور شخص
لیا ہاتھ مین پھر تو تیر و کمان ۔ نشانہ کیا دم مین اُسکو وہان
ہوا تیر جب اُسکے سینے سے پار ۔ گرا وہ جوان زین سے ایکبار
کیا سجدۂ شکر اُسنے ادا ۔ کہ بارے بچی مین بفضل خدا
و لیکن پریشان پھری سات دن ۔ کہ زحمت رہی کھینچتی رات دن
ملا روز ہشتم پھر اک شہر اُسے ۔ ہوئی خوش پھر اُس شہر پاس آنکے
لگی پھرنے ادھر ادھر سو بسو ۔ لگی کرنے گم گشتہ کی جست و جو
کہ شاید کہین سے نکل آئے وہ ۔ مین پاؤن اُسے اور مجھے پاوے وہ
و لیکن نہ حاصل ہوئی وہان بھی آس ۔ ہوئی زندگانی سے اپنی اداس
کہ تقدیر نے اور اک ماجرا ۔ جگر سوز اُسکے مقابل کیا
کہ اُس شہر کا شاہزادہ کوئی ۔ جو تھا سیر کرتا بیابان کی

مکان بیچ شہزادہ لایا اُسے / تکلف سب اپنا دکھایا اُسے
وے تھا دوانہ زبس ہو رہا / پہنچتے ہی دائی سے اُسنے کہا
کہ دائی مین کیا اپنی حالت کہون / نہین صبر بھی تاکہ چپکا رہون
جوان اسطرح کا ملا ہی مجھے / کہ مفتون جسنے کیا ہی مجھے
بظاہر تو عالم ہی سب مرد کا / پہ باطن مین شاید کہ ہووے نسا
عجب کیا چھپے ہووین پگڑی مین بال / سو آتا ہی میرے یہہ جی مین خیال
کہ شب کتنین ساتھ اپنے سلاؤن یان / جو قسمت مین ہووے تو لذت اُٹھاؤن
کہا سُنکے دائی نے ای شہریار / ارادہ نکرنا یہہ تم زینہار
نہین ہوگے بدنام تم سربسر / پڑیگی یہہ شہرت نگر در نگر
اگر ایسا ہی دل ہی دوانا ہوا / تو پہلے اُسے آزمانا ہوا
کرو کچھ تو بعد امتحان کے کرو / نہ بے امتحان اُسکے ہمخواب ہو
بہت نوجوان ایسے ہین سادہ رو / کہ ظاہر زمانے مین وے مہرو
پہ باطن مین دیکھو تو ہین شیرمرد / کہ مردی و مردانگی مین ہین فرد
بس اسواسطے امتحان ہی ضرور / جو تجویز کرگئے ہین اہل شعور
کہا شاہزادے نے تب سُن یہی / بھلا آزمایش ہی پہلے سہی

دیا تب خردمند نے پھر جواب — کہ اے شاہ شاہان عالی جناب

تعب راہ کی ہے مجھے اسقدر — کہ نہانے سے ہوگا یقین دردسر

مجھے غسل کرنا ہے حکمت سے دور — کرون تو خلل ہووے کچھ بالضرور

خدا جانے کیا سردی گرمی کرے — کہ برسون تلک نقص جسکا رہے

یہہ کہہ کر کہا یون مین رخصت ہوا — کہ ہے عزم مجھکو بہت دور کا

کہا سنکے شہزادے نے پھر یہی — کہ ایسی بھی تعجیل ہے کیا پڑی

ابھی تو کئی دن کرم کیجئے — نہ داغ جدائی مجھے دیجئے

ہے یہہ بھی تمھاری ہی دولت سرا — تری تسکو اتنی بھی جلدی ہے کیا

خردمند تب دلمین سمجھا یہہ بات — کہ مشکل ہے اب اسسے پانی نجات

رہا چار ناچار مجبور ہو — کہ جیسے رہے کوئی محصور ہو

گیا دن گذرا اور جب آئی رات — تو پھر شاہزادے نے چھیڑی یہہ بات

کہ ہے اسطرف کو کوئی مرغزار — ہے انواع واقسام کا وہان شکار

کئی شیر سنتا ہون اسطرف مست — کہ ہر اکطرف کرتے پھرتے ہین جست

سو کل اٹھتے ہی صبحدم ایکبار — ارادہ ہے انکو کرون جانشکار

اگر تم بھی ہمرہ تماشا چلو — تو دلکو نہایت مرے خوش کرو

تو وہ کیجے تو سچ مچ پرے سب ہین شیر
نظر جاوے جیدھر ہین ڈھیروں کے ڈھیر

خردمند سے تب خجل ہو گیا
کہا اقتدر رے آپ کا حوصلا

کیا تمنے سچ مچ یہہ رستم کا کام
رہا آج سے یہان تمہارا بھی نام

ہوا لازم اب جشن اسکا کرون
کہ بزم شراب اسمین ترتیب دون

ہر اک اہل مجلس کو ہووے خوشی
رہے کیفیت سے نہ خالی کوئی

تب ایسی خوشی کا ملے لطف خاص
جو ہر ایک پیدا کرے لطف خاص

یہہ کہکر بہ تعجیل گھر کو پھرا
تجرع کا سامان مہیا کیا

خردمند سمجھا اُسے بھی وہین
جو مقصد تھا اس بزم سے اسکتئین

لگا کہنے تب اُس سے ای شہریار
یہہ میری بھی تھی آرزو بیشمار

کہ مدت ہوئی ہے نہین پی شراب
کسی طرح سے ہو جئے بے حجاب

پئے بے حجابی کو ہے رات خوب
ہے ان پر جو نکو وہی وقت خوب

ہوا سنکے شہزادہ خوش اور اسے
لگا کہنے اچھا شب ہی پر رہے

ہوئی رات جب تب ہزاروں ہزار
چُنی ساغر و شیشہ کی لاقطار

گزک چاہئے جتنی اقسام کی
تکلف سے وُہ بھی ہر اک سو رکھی

پڑا آن کر دورۂ جام مے
لگی بجنے قانون و مردنگ و نے

یہان جو اُٹھا وہ شہ بے خبر — تو ہشیار ہو چہرہ پر کی نظر
جو دیکھا تو تکڑا ہے لوہو لہان — نہین سر پہ پھر تاج کا بھی نشان
جوانان مجلس بھی تکتے ہین سب — اور احوال پر اپنے روتے ہین سب
لگا کہنے سچ مچ تھا پورا حریف — نہین اب تلک دیکھا ایسا حریف
عبث مین کچھ اُسنے اُڑا دے گئے — کہ آخر کو لینے کے دینے پڑے
ہوا شہر مین بھی یہہ سب اشتہار — کہ یہہ کچھ ہوا ماجرا روبکار
شہنشاہ کو سب نے نفرین کیا — اور اُسکی حریفی کو تحسین کیا
سنو اب خردمند کی واردات — کہ رہنے لگا جب وہ مالن کے سات
تو مالن نے اک روز پوچھا اُسے — کہ آئے کدھر سے کدھر جاوگے
عجب تم تو ہو گوہر بے بہا — کہ ہوگا نہ تم سا کوئی دوسرا
دیا کیا خدا نے ہے حسن و جمال — کہ دیکھے پری بھی تو ہووے نڈھال
کیا تب خردمند نے یون بیان — کہ پوچھے ہے کیا مادر مہربان
مرا باپ کرتا تھا سوداگری — نصیبون نے میرے یہہ کی ابتری
کہ یکسر تباہی ہوا میرا مال — ہوا آنکر اب میرا کچھ یہہ حال
کہ پھرتا ہون ہر سو شکستا برا — ابھی دیکھون قسمت مین کیا ہے لکھا

بہایا کرے آنکھ سے نت لہو — دوائی بہی دیکھا کرے سو بسو
غرض ایک دن اپنی دائی سے جا — یہہ درد نہانی سب اسنے کہا
کہ سوداگر آیا ہے کوئی ادھر — ہے خوبی کے عالم مین ننگ قمر
ہوئی مجھکو بن دیکھے اسکی طلب — تعلق ہوا اسسے بس دلکو اب
بھلا جاکے تو بھی تو ٹک دیکھ آ — اور احوال کو اسکے آ کر سنا
گئی سنکے دائی خردمند پاس — پھر اکبارگی دیکھہ ہوئی بیحواس
لگی کہنے دلمین کہ فی الواقعی — جو کچھہ لوگ کہتے ہین سب سچ ہے وہی
پھر آکر خوزادی سے اپنی کہا — کہ واری مین جلوہ کہون اسکا کیا
نہ کل مین نزاکت ہے اسطرحکی — نہ ہے شمع ہی مین وہ رخشندگی
خدا جانئے کیا طلسمات ہے — نہین عقل مین آتی کچھہ بات ہے
نہین شکل جادو کی تصویر ہے — کہ یون اسکی آنکھون مین تاثیر ہے
پری پیکر اور اسکا سنکر بیان — لگی رہنے بیخواب و خور ہر زمان
ہوئے کتنے اکدم جو یون منقضی — خبر باپ کو جاکے دائی نے دی
ہوا باپ سنکر وہین بے قرار — بلایا وزیرون کتئین ایکبار
کیا اسنے اظہار راز نہان — نہان تھا جو کچھہ کردیا وہ بیان

عجب کیا کہ ہو صاحب خاندان — اگر اسسے نسبت ہو شہزادی کی
نہایت ہی وہ شخص آداب دان — تو ہم خیر خواہون کی ہی ہے خوشی
کہ اے شاہ فرخندہ مالک رقاب — قباحت نہین اسمین مطلق ذرا
وزیرون نے عرض کی دیکر جواب — ہر اک طرح یہہ کام ہے خوشنما
[illegible]

[illegible]

ولیکن جو نیت ہے میرے تئین — سو اسواسطے یہہ مین قابل نہین
نہ جبتک یہہ ہووےگا مقصد حصول — نہین خانہ داری مجھے کچھ قبول
دیا شہ نے سُنکر پھر اسکا جواب — کہ جبتک ہو مقصد سے تم کامیاب
زبانی ہی اُلفت مین رہنا مُدام — نہین فرض کچھ خانہ داری تمام
تُمھین چھہ مہینے کی مہلت مین دی — ولیکن بہر طرح نسبت یہہ کی
ہوا تب تو لاچار سُن یہہ بیان — کہا اب خلاصی مجھے ہے کہان
شہنشاہ سُنکر بہت خوش ہوا — سر انجام شادی مُہیّا کیا
کیا منعقد دونون کو ہم دگر — جُدا رہتے تھے لیک شام و سحر

وفات یافتن بادشاہ شہر و نشستن خردمند یعنی زہرہ بر تخت و وارد شدن بہرام در آنجا

سنو آگے اور اب بیان قضا — کہ جب کتنے گذرے صباح و مسا
کیا انتقال اُس شہنشاہ نے — تلاطم دیا فوت ناگاہ نے
پڑا شہر و لشکر مین ماتم تمام — خلایق کے تئین غم ہوا صبح و شام
جہان تک کہ ارکان دولت تھے سب — ہر اک کے تئین تھا الم اور تعب
رہے یونہی چہلم تلک بے خبر — پھر آخر کو بعد اسکے سب بیٹھ کر
لگے کرنے گھر کا بہم انتظام — کہ تا سلطنت کا ہو جس سے قیام

کسی مین کوئی بلبل خوش نوا — کسی مین کوئی طوطی وحدت سرا

کسی مین تھی مینا فصاحت بھری — کسی مین کوئی قمری خاکستری

ہر اک اپنی اپنی صدا و نوا — تھے رکھتے نہایت ہی ہان دلکشا

گئی مشغلہ کے لئے اُنکے پاس — ولیکن کھڑی تھی نہایت اداس

پھر اکبارگی اسمین ہوتا ہی کیا — کہ زاغ ایک جانب سے پیدا ہوا

لگا بولنے بیٹھ اک شاخ پر — بدستور اپنی طرح شور کر

اگر دل مین اُسکے جو کچھ ہو گیا — لگی کہنے ای طایر خوش نوا

کرون تجھ پہ سو بلبلو نکو نثار — ہوئین طوطیان تجھ صدقے ہزار

اگر خوشخبر کچھ مین تجھ سے سنون — تو اطلس مین تیرے پرونکو مڑھون

مُرصع کرون چونچ کو بھی ترے — پلایا کرون دودھ ہر دم تجھے

یہہ باتین ہی تھی زاغ سے کر رہی — دوانی سی تھی یو نہین بکتی کھڑی

کہ جوگی سا کوئی دکھا روبرو — جو تکتا ہی حیرت زدہ سو بسو

گلے بیچ کنٹھا بڑھے سر کے بال — پڑی کاندھے اور بھی اک مرگ چھال

رنگے گیروے کپڑے وُہ بھی پھٹے — سر و سینہ پر راکھ یکسر ملے

نظر اسکی صورت پہ جون مُونی اٹکی — تو اکبار چھاتی دھڑکنے لگی

لگی پھر تو دونوں کو ہچکی بہم — وہ رقت کہ تھمتی تھی کوئی دم
پھر آخر بٹھایا اُسے تخت پر — مصیبت سنانے لگی سربسر
کہی جو کہ بیتی تھی اُس پر تمام — ہوئی بعد ازیں خوش دل و شادکام
کیا جا محل میں سب اپنا سنگار — اُتارا وہ مردانہ بھیس ایکبار
پری پیکر اُس وقت حیران ہوئی — کہ یہہ کیسی قُدرت نمایان ہوئی
لگی کہنے زہرہ پھر اُسکے تئیں — کہ سُنتی ہے ای گوہر نازنین
دُعا تجھ دلہن کی ہوئی مستجاب — کہ دولہا ترا آیا بارے شتاب
وگرنہ میں دولہا کہاں ہو سکوں — کہ میں بھی دُلہن تجھسے ہی آپ ہوں
محل بیچ پھر لائی بہرام کو — دکھایا کہ لے اِس دلارام کو
یہہ تیرے لئے تھی امانت رکھی — سو شُکر خدا تیرے قسمت ہوئی
خوشی ہوئی نہایت ہی بہرام کو — کہ پایا اک ایسی گلفام کو
پری پیکر اس چاہ کو دیکھ کر — ہوئی دل میں محظوظ پھر سربسر
لگی کہنے بہرام سے بیحجاب — کہ زہرہ بھی دُلہن بنے اب شتاب
تو حق اسکا ہی کچھ نہیں اسمیں حرف — حقیقت میں سب اُسکی ہے حق بطرف
ہوئی پھر تو زہرہ کی شادی کی دھوم — عمل میں سب آیا وہ رسم و رسوم

ولیکن تھا رنگین اور یار باش
تماشوں کی ہر صبح رکھتا تلاش
جو تھا سیر کا جنگ سے شکار
پھرا کرتا صحرا میں لیل و نہار
کسی دن لگی جو بیابان میں
ملا تو اک اسکو میدان میں

گل و غنچہ ہیں کھل رہے رنگ رنگ
تماشائی ہو دیکھ کر جسکو دنگ

جدھر دیکھو رنگین عمارات ہے
کہے تو کہ باغ طلسمات ہے

پھر اک طرف کو گیا ہے آ تا نظر
کہ ہے حسن کا اک بنگلہ جلوہ گر

ہے بیٹھی ہوئی اسمین کوئی ناز
حسین و طرحدار ژولیدہ مو

وہ آہو جو اسکے تئین تھا ملا
سو ہے روبرو اسکے اک سو بندھا

اور اک پیرزن سی کوئی منحنین
ہے اُس ماہرو پاس بیٹھی وہین

حسن کتئین دیکھ وہ ماہ رو
چھپی اٹھ کے پردے مین جا ایک سو

یہ بیہوش ہو کر گرا ایک بار
رہا یکسر مو نہ صبر و قرار

لگی پیرزن کہنے اُسکے تئین
کہ کیون کس لئے ہو گیا تو غمین

ابھی تو کھڑا تھا ابھی گر پڑا
ابھی تھا بخود پھر یہ بیخود ہوا

سو کسواسطے کیا جہت کیا سبب
بیان کچھ تو وجہہ اسکی کر مجھسے اب

حسن نے کہا کیا کہوں اپنا حال
ہوئی زندگانی مجھے اب وبال

اس آہو نین کے تئین دیکھ کر
ہوا میرا احوال یون سر بسر

کسی طرح اسسے ملاوے تو مجھے
دُعا دونگا دونون جہانمین تجھے

وگرنہ بچے گی نہیں میری جان
مرونگا اسی باغ مین مین ندان

پھر آگے اگر اُسکے تو باپ سے — عجز و سماجت یہہ خواہش کرے

تو شاید وہ کرے میٹھے نسبت قبول — نہین اس سوا اور مشکل حصول

حسن سنکے یہہ پیرزن کا بیان — عبادات کرنے لگا ہر زمان

نتھی غیر اوراد صوم و صلوات — شب و روز یہین اور کچھہ اسکو بات

جبین پر بھی سجدون کے گٹھے پڑے — وظیفو نمین نت ہونٹھ ہلنے لگے

تغیّر کیا کچھہ کا کچھہ یک بیک — بنا زاہد و مُتقی یہان تلک

کہ مسواک و تسبیح و شانہ سوا — کچھہ اور اُسکا اسباب زینت نتھا

مُقدس بنا جبکہ اسطرح سے — تو اُس ماہرو کا پدر دیکھہ کے

لگا کرنے تعریف اُسکی تمام — ہر اک لحظہ ہر آن و ہر صُبح و شام

پھر اک دن کیا پیرزن سے سوال — کہ یہہ کون ہے مرد صاحب کمال

کہا اُسنے کیا اُسکی حالت کہون — بیان اُسکی کیا حسن طینت کرون

کہ ہوگا نہ ایسا کوئی نیک ذات — نجیب و شریف اور مقدس صفات

بجز ذکر حق کچھہ نہین اُسکا کام — تلاوت مین ہے غرق ہر صبح شام

اگر اُسسے لڑکی یہہ منسوب ہو — تو نسبت نہایت ہی یہہ خوب ہو

کہ جیسا یہہ لڑکی کا گوہر ہے نام — حسن بھی در بے بہا ہے تمام

کہ نواب مرخص ہو مان باپ سے
کہا اُسنے جیسی ہو مرضی تری
حسن اور گوہر وہان سے چلے
ہوا آذوقہ راہ مین جب تمام
نظر کرکے گوہر اُسل حوال کو
جو اسباب ظاہر سے ہوئی نا اُمید
لگی کاڑہنے اُسکے اوپر چکن
بناکر کیا پھر وہ تیار جب
کہا جاکے بازار مین بیچ لا
حسن پھر کسی گھر مین اُسکو اُتار
دکھانے لگا جاکے بازار جب
چکن تھا زبس تھان پر بے نظیر
کوئی اشرفی دس لگانے لگا
غرض جو کوئی تھا اُسے دیکھتا
قضارا اُسیمین کہین کوتوال

چلو دیکھو لوگ اپنی سسرال کے
غرض اپنے میکے سے رخصت ہوئی
سفر کی غریبی مین آکر پڑے
ہوا آنکر فقر و فاقے سے کام
مصیبت کو اور غم کے جنجال کو
نکال ایک بقچے سے تہان سفید
کرے آب و دانے کا تا کچھ جتن
حسن کے دیا ہاتھہ مین اسکو تب
بہر طور سامان ہو قوت کا
چلا تہان لیکر فروشندہ وار
ہوئے جمع آکر خریدار سب
لگا کرنے خواہش صغیر و کبیر
وہ چند اُسے کوئی بتانے لگا
بڑھاتا ہی تھا مول اُسکا کھرا
ہوا وارد اور دیکھ یہہ قیل و قال

وہی شام کو با دل دردمند — تو برج آیا لئے اک کمند
لگائی کمند اُسنے اُس بام پر — نظر کرکے گوہر اُسے زہ و تر
پکڑ کر کمند اُتری اک بارگی — اعانت سے اُسکی زمین پر ہوئی
وہ پاتے ہی گوہر کو بس یکبار — پھر اگھر کو اپنے بصد اضطرار
سفیدہ ہوا صبح کا جب نمود — سوار ایک اُسدم ہوا تب نمود
وہ تو کر سمجھ کر اُسے کوتوال — گیا بھاگ گوہر کو جنگل مین ڈال
سوار آکے گوہر کتیئن دیکھ کر — بٹھا جلد جلد اپنے مرکب اوپر
شتابی چلا اپنے گھر کتیئن — کہ لیجاوے رشک قمر کتیئن
قضارا کوئی شاہزادہ وہان — ملا دشت مین آنکر ناگہان
وہ نکلا تھا گھر سے برائے شکار — اُس اسکے تئین دیکھ کر اکبار
لیا ہاتھ سے اسکے اسکو چھڑا — اور اکبارگی لے کے گھر کو چلا
گئی جب محل مین وہ شہزادیکے — تو سب ماجرا اسنے اپنے کہے
وہ شہزادہ سن اسکی حالت تمام — لگا کرنے بیچارہ رقت تمام
پھر آخر شتابی حسن کتیئن — بلا بھیجا زندان مین سے وہین
عنایت سے دونونکو باہم ملا — بخوبی وطن کو مرخص کیا

که تا وے کچھ اسکے تئین تیل لے
اور اکبار جلدی سے گھر کو پھرے

قضارا وہ تیل اسکی دوکان کا
کوئی چور وو دن سے لیجاتا تھا

وہ تھا اس تجسس مین پکڑے ہوئے
بس اکبار اسکے تئین دیکھ کے

لگا کہنے ہی جی مین شاید یہی
کہ صورت بھی اسکی ہے کوئی بھی

بس اکبار اسکو کیا دستگیر
ہوئے جمع سارے صغیر و کبیر

گذر یان کو وو نہین لائے بلا
حسن کو پھر اسکے حوالے کیا

گذر مین پڑا قید ماہر حسن
ادھر سنیئے گوہر کا رنج و محن

که جب کر چکی خوب سا انتظار
تو خاطر مین لائی یہی اکبار

که شاید حسن پر کچھ آفت پڑی
تو اس مرتبہ دیر پھرنے مین کی

ہوئے تین ان اور نہ اتنک پھرا
خدا جانے اسپہ گذرا ہی کیا

اٹھی پھر وہان سے بلا چار گی
چلی وو ہی آباد نا حسن طرف کی

لگی کرنے آ شہر مین جستجو
بھٹکنے لگی سو بسو کو بہ کو

نہین ڈھونڈتے ڈھونڈتے سب کہین
پھر آخر کو دیکھا حسن کے تئین

که ہے اک گذر مین مقید پڑا
غریبانہ بیٹھا ہی روتا ہوا

نظر کرکے گوہر کتئین اکبار
بہانے لگا اشک خون زار زار

وہ اکبار دیکھا اسکو تو شیدا ہوا
عشق مین اسکے دیوانا ہوا
اکیلا ہوئے کہنے لگا اسکے تئین
کہ ای مہ جبین ای میری نازنین

کیا تو نے مطلب کو میرے قبول — بھلا تیری خواہش بھی ہوگی حصول
وہ سنتے ہی خوش ہوا اکبار تب — لگا کہنے اچھا میں آؤنگا شب
یہہ گوہر وہاں سے پھر آگے چلی — تھے تشریف رکھتے جہاں قاضی جی
کیا جا کے اُنسے بھی یونہیں بیان — اُنھوں نے بھی سُنتے ہی یہہ داستان
وہی آرزو اپنی درپیش کی — اور اُنسے بھی اُسنے کہا سب وہی
ہوا وعدہ اُنسے بھی اس بات کا — اُسی بات کا اور اُسی رات کا
یہہ کہہ سُنکے بس اُنسے رخصت ہوئی — اور آخر جگہہ ایک اچھی سی لی
پڑی جبکہ دار القضا بیچ رات — تو حضرت نے پھر زیب و زینت کے سات
اکیلے رکھا گھر سے باہر قدم — پئے جستجوئے مکان صنم
بھٹکتے تھے گلیوں میں پھرتے ہوے — ہر اک گام لاحول پڑھتے ہوے
بہر طور بارے نکالا سراغ — گئے گھر کے اندر خوش و باغ باغ
کیا آ کے گوہر نے جھک کر سلام — بٹھایا بہ تعظیم اور احترام
ہوا اختلاط مقدس شروع — لگی کرنے گوہر خضوع و خشوع
کہ لونڈی کی کتنی سعادت ہوئی — جو اس گھر میں حضرت نے تصدیع کی
لگے کہنے کیا معذرت ہے ضرور — بس آغاز ہوا امر عیش و سرور

کہا تب یہہ گوہر نے معذور ہون — نہ ہونے سے جا کہہ کے مجبور ہون
مگر سامنے ہے دھری یہہ جو خم — کسی طرح گر پیکو اسمین گم
تو تھا ضرور اب اسمین جائے سما — نہین اس سوا اور چارہ مرا
وہ فورًا غنیمت سمجھہ اسکے تئین — گئے خم مین شکل فلاطون وہین
پھر اتنے مین داخل ہوا کوتوال — گئے لذت عیش دل مین خیال
بٹھایا اُسے بھی بلطف تمام — رکھا روبرو لا کے مینا و جام
گلابی لگی چلنے اک بارگی — رہا وقت کی ہر بات ہونے لگی
ہوا رفتہ رفتہ اُسے بھی نشا — ارادہ وہ کچھہ اور کرنے لگا
کہ اسمین ہی اکبارگی چال چال — لگی کہنے گوہر سن اے کوتوال
گئی ہے تری عقل سر سے کدھر — وہ پہنچا وزیر آ کے دروازے پر
کیا تو نے رسوا مرے تئین بھی آج — کہ ایسی فضیحت ہی لا علاج
لگے آگ اس تیری چاہت کے تئین — اور اس دوستی و محبت کے تئین
ڈبویا مجھے ایسے پردیس مین — نکل جاؤن اب دیکہ کس بھیس مین
وہ سنتے ہی اک بار نام وزیر — کہا اب کدھر جاکے ہون گوشہ گیر
کسی طرح سے میری تدبیر کر — شتابی کر اسمین نہ تاخیر کر

یہہ تدبیر دلخواہ جب کر چکی — بخوبی فراغت سے پھر سو رہی

ہوا صبحدم جب تو بازار سے — بلا اک دو مزدور تیار سے

کہا لو خم اور تھیلا سر پر اٹھا — وہ دونونکو پھر ساتھ اپنے لیا

گئی لے وہان کے در شاہ پر — مُصیبت کی اپنی بیان سر بسر

تحیّر ہوا سُنکے کتنون کو کتنین — اچھنبے مین آرہ گئے بس نہین

وہین شاہ عادل نے سُن یہہ کلام — کیا رحم حالت پہ اُسکی تمام

سر خم کو اور تھیلے کو کر کے وا — نکال اُنمین سے دونون وہ بیحیا

ہر اک کتنین دیکے حکم قصاص — حسن کو کیا قید سے پھر خلاص

نہادونون کو خلعت افتخار — مُرخص کیا اپنے شہر و دیار

حسن اور گوہر بچھا جانماز — ہوئے شاکر خالق بے نیاز

دُعائین بہت دیکے اُس شاہ کو — چلے اپنے مقصود کی راہ کو

پھر آخر کو آکر بخوبی تمام — ہوئے داخل اپنے دیار و مقام

لگے رہنے باہم بعیش و سرور — ہوئے غم مُصیبت کے سب اُن سے دور

ہوا جسطرح سے دن اُنکا بھلا — یونہین کل عالم کے ہون مدعا

داستان سہ جوان غریب

قبول اسکو تینون نے باہم کیا — ہر اک سر گذشت اپنی کہنے لگا

داستان جوان اول

سنو داستان کو مری دوستان

ولے آخر اک سمایہ ٹوٹا جہاز | بچھڑ گئے وہ سب دوست اور دلنواز
بہا میں بھی اک تختہ پر اک طرف | خطر تھا نہ ہو جان شیرین تلف
رہا پانی مین سات دن سات رات | ولے بعد ازین پائی آخر نجات
یکایک وُہ تختہ کنارے لگا | کیا سجدۂ شکر مین نے ادا
کنارے سے خشکی پہ پھر آنکر | لگا دیکھنے بارے ادھر اُدھر
جو دیکھون تو ہے اک شہر عظیم | چلا اسطرف کو بحال سقیم
گیا شہر مین جا کے جسدم گذار | تو دیکھا عجب کچھ وُہ شہر و دیار
کہ ہر آدمی کے ہین بازو مین پر | خطوط شعاعی سے ہین جلوہ گر
نرالا ہی کچھ زبان و بیان | کہ ہرگز نہین فہم کا کام وہان
اُس اشکال کو دیکھ حیرت ہوئی | نہایت ہی اکدلکو دہشت ہوئی
اسی خوف مین تھا کہ پھر اک عجیب | فلک پر سے غول اُترا آکر قریب
پری زادین اُسمین نمایان ہوئین | زمین پر ہر اک سو خرامان ہوئین
کوئی توڑتی کھاتی جنگل کے پھل | کوئی کھیلتی پھرتی ہر اک محل
نہاتی کوئی جا کے تالاب مین | کوئی پھرتی خوش ہو کر دامن
پھر انمین سے اکبارگی اک پری | فلک پر مجھے دفعتاً لے اُڑی

لگی کہنے سنکر کہ ای دلربا — اگرچی ترا گھر کو ہی جا ہتا
تو مجھکو بھی تیری خوشی ہی قبول — نہ اپنے دلمین تو ہرگز ملول
بھلا صبح رخصت کرونگی تجھے — اور اک کل کا گھوڑا بھی دونگی تجھے
کہ اکدم مین پہنچے کہین کا کہین — بھلا تو نہ ہرگز ہو اندوہ گین
ہوئی جب سحر تب وہ گھوڑا ابا — سوار اُسپہ اکبار مجھکو کیا
قد اُسکا سراپا مثال شتر — ایال اُسکی جون ریچھ گردن اُپر
دہن شیر سا دانت مانند فیل — تن اُسکا سیہ مثل دریای نیل
بھر شکل اک بارگی وہ اُڑا — کہون کیا مرا حال پھر کیا ہوا
سمجھتا نتھا مین کہ کس طرف ہون — کہون کتنے حال اور کتنے سنو
گھڑی چار کے بعد وہ دیوزاد — ہوا نازل اک کوہ پر شکل باد
لگا دوڑنے پھر ادھر اور اُدھر — گرجنے لگا صورت شیر نر
نکل اسمین پھر کوہ سے اژدہا — وہ گھوڑے کے آگے مقابل ہوا
اُسے دیکھ گھوڑا اُٹھا ہنہنا — بدن جھاڑنے اپنا پیہم لگا
گرا پیٹھ سے اُسکی مین اکبار — بدن ہوگیا چور بے اختیار
پھر اکبار ہون اور کیا دیکھتا — وہ گھوڑا بنا صورت اژدہا

که بس سر سے جاتا رہا میرا ہوش | ہوا وو نہین حیرت کے مارے خموش
جو دیکھون تو ہی کچھ بشکل سرنگ | که منہہ پر ہے بھاری سا اک جھکے سنگ
وہ پتھر کو اک بار سرکا دیا | اور اسمین مجھے بند جا کر کیا
جو دیکھون تو کئی آدمی ہین وہان | اور اکطرف کو ڈھیر ہین استخوان
کہا دیکھ اسمین سے اک نے مجھے | که قسمت تری لائی کیون یہان تجھے
وہ آیا جو تھا یہ تجھکو نظر | سو وہ دیو ہی کچھ نہین ہے بشر
یہی کام رکھتا ہی وہ بے حیا | که روز ایک دو کتئین ساتھ لا
ہی کرتا یہان لا کے ہم سب مین بند | ہمیشہ ہی اسکے ہین چھند و فند
ہی پھر طعمہ کرتا ہر ایک کتئین | یہی کام رکھتا ہی نت وہ لعین
سوا اسکے کتنے بزو گوسفند | کنارے ہین وہ بھی کسی طرف بند
اسی طرح انکے تئین بھی سدا | کرے ہی سدا مصرف ناشتا
کہا مین نے بارے وہ بھیڑ کدھر | رکھا ہی کدھر انکے تئین بند کر
کہا اسکا شاگرد ہی اک لعین | چراتا ہی جنگل مین انکے تئین
گیا ہی چرانے کو لے صبح سے | که تا شام پھر انکو گھر لے پھرے
گیا دن گذر اور ہوئی رات جب | وہ شاگرد داخل ہوا آکے تب

دلیکن ہوا اُسکی انکھونکا کام
رہا نور کا اُنمین مطلق نہ نام

گئی رات جون تون ہوئی جب سحر
تو بیٹھا وہ پھر آکے دروازے پر

ہر ایک بھیڑ بکری کتین اپنی کھول
لگا کرنے باہر بخوبی تتول

کہ تا آدمی کوئی جانے نپاے
جو اُستاد کی اعتراضی نہ اے

پس اس حال کو دیکھہ مین نے بھی مین
لپیٹ اپنے بکری کی اک پوستین

چلا شامل انکے اسی حال سے
نہایت ہی زحمت سے جنجال سے

بہر حال اس در سے باہر ہوا
ہوا باہر اور کرکے شکر خدا

کسیطرف کی راہ لی پھر شتاب
لگا چلنے ہر سو بحال خراب

پڑا آنکر پھر بیابان مین
عجب طرح کی دشت سنسان مین

کئی دن ہوے یونہین جب منقضی
تو میدان کی صورت نظر اک پڑی

نمایان ہوا طرفہ اک مرغزار
کہ تھی ہر پرندے کی اُس جا قطار

ہر اک طرف سبزہ لہکتا پڑا
ہر اک طرف پانی جھلکتا پڑا

درختون مین ہر طرح کے جانور
ریاحین و گل ہر طرف جلوہ گر

نظر آئی اک بار جو یہہ فضا
شعف سا طبیعت کو حاصل ہوا

لگا لینے اُس جا ہوا بیٹھہ کے
کہ تفریح تک جس سے دلکوٹ

داستان جوان دوم

اسمین کئی دن کے بعد ایک بار
گیا شہر مین اپنے آکر گذار

جدھر کو محلہ مین تھا میرا گھر
گیا ڈھونڈھتا اس لب بام پر

لگی دیکھنے وہان کی خلقت مجھے
لگے کرنے سب دیکھہ حیرت مجھے

ہر ایک کے تئین یہہ تیقن ہوا
کہ شاید یہہ ہی آسمانی بلا

ہوے فکر مین تا کہ مارین تفنگ
سمجھہ کر مین اسکے تئین بید رنگ

کوئی آشنا تھا لیا اسکا نام
لگا کہنے روداد اپنی تمام

وہ سنتے ہی لوگون کو مانع ہوا
کہا یہہ فلانا ہی وہ آشنا

نہین ہی بلا کچھہ نہ دہشت کرو
اترنے دو دیوار سے آنے دو

تب اسوقت اترا مین دیوار سے
ملا پھر گلے لگ کے اس یار سے

کہی سرگذشت اپنی بیتی ہوئی
جو سنتا تھا حیرت عجب اسکو ہوئی

گیا گھر مین پھر اپنے ہو شادکام
لگے بھاگنے لڑکے بالے تمام

تحیر ہوا گھر کی بی بی کے تئین
سنا کرتی تھی میرا احوال غمین

کئی سال اسپر گئے جب گذار
تو جھڑنے لگے پھر مرے بال و پر

جھڑا کرتے تھے کتنے دن تک سدا
رہا جب نہ اسکا اثر کچھہ ذرا

تو اک بارگی مین بنا آدمی
بدستور وہ ہی ہوا آدمی

جھلک ایک مہ رو کی اُسمین پری — وہین آنکھ میری ادھر جا لڑی
لگا دیکھنے اُسکو دیوانہ وار — کہا پھر یہہ اسکے تئین ایکبار
کہ پیاسا ہون اک جام پانی پلا — ذرہ تشنگی میرے دل کی بجھا
وُہ فی الفور شربت کا بھر لائی جام — گلاب اور قند اُسمین دیکر تمام
برغبت پیا مین نے اُسکے تئین — کہا پھر یہہ شوخی سے اُسکے تئین
مگر قند لب تھا کچھ اُسمین ملا — کہ جسنے دیا مجھکو اتنا مزا
لگی کہنے ہی آپ کا یہہ گمان — وگرنہ یہان قند لب ہی کہان
یہہ رمزونکی باتین جو باہم ہوئین — اشارونکی گھاتین جو باہم ہوئین
میسر ہوا پھر تو پورا وصال — ہوئی صحبت عیش باہم کمال
لگی کہنے اکبار اُسمین کنیز — کہ ہشیار ہو اور کرو کچھ تمیز
ہین وہ صاحب خانہ در پر کھڑے — کوئی دم مین آتے ہین اندر چلے
یہہ سُنتے ہی مجھکو ہوا اضطراب — کہا پھر یہہ اس ماہرو سے شتاب
کہ اب مجھکو جلدی چھپاؤ کہین — جگہہ کوئی ایسی بتاؤ کہین
کہا ماہرو نے بصد فکر و خوض — کہ جا گہہ نہین کوئی اب غیر حوض
اسی مین کسی طرح جا بیٹھیے — اور اپنے کو جون تون چھپا بیٹھیے

خیال اسکا اودھر سے جاتا رہا — وہی اپنے پیتا پلاتا رہا

ہوا آنکر خوب جب دم نشا — لب حوض سے اٹھکے گھر مین گیا

یہی مجھکو بس فرصت اکدم ملی — بس اتنی ہی مہلت غنیمت ہوئی

کہ اک بار مین گھر سے باہر ہوا — جدھر سے تھا آیا اودھر کو چلا

دوگانہ کیا شکر حق کا ادا — کہ فضل اسنے اسطرح مجھ پر کیا

گئی رات جون تون ہوئی صبح جب — گیا پھر مین اس آشنا پاس تب

بیان اسسے کی اپنی سب واردات — کہ کل اسطرح کی ہوئی مجھ پہ بات

وہ سنتے ہی اکبار حیران ہوا — پھر اتنے مین مجھکو یہہ کہنے لگا

کہ کس جا ہوئی تم پہ یہہ واردات — دکھاؤ تو اس گھر کو ہو میرے سات

یہہ کہکر دکان سے اٹھا اکبار — لئے آیا مین اسکو بے اختیار

اسی گھر مین جس جا ہوئی تھی یہہ بات — جہان مجھ پہ گذری تھی وہ واردات

ولے پھر تو تحقیق آکر ہوا — کہ وہ تو حویلی اسیکی ہے جا

وہ مہرو ہے عورت اسی شخص کی — ہے ناموس و حرمت اسی شخص کی

بس اکبار اس حوض کے پاس جا — بہ ہیبت وہ مجھ سے یہہ کہنے لگا

کہ ہان کل اسی حوض اندر تمھین — ہوا تھا وہ معلوم یکسر تمھین

[illegible]

نقل جوان سیوم

جوان سیوم کی جو نوبت ہوئی — اسے اپنے کہنے مین حیرت ہوئی
لگا کہنے کچھ یاد مجھکو نہین — نہ بیتی ہے سا کچھ بات مجھ پر کہین
کرون نقل بے اصل کیونکر بیان — مجھے اسمین معذور رکھیے یہان
لگے کہنے تب دونون وہ آشنا — کہ ہے اب گنہگاری کیجے ادا
سوار اپنے کاندھے پہ ہمکو کرو — شتابی سے پہنچادو اس شہر کو
وہ ہی روبرو منزل آتی نظر — کچھ اتنی بھی یہان سے نہین دور تر
ہوا تب وہ لاچار اور کچھ ملول — لگا کہنے اچھا کیا مین قبول
بٹھا دونون یارون کو تن دوش پر — گیا لیکے تھا روبرو جو نگر
قضارا وہان دختر شہریار — کہ تھا جسکے فرمان مین وہ دیار
جھروکھے پہ بیٹھی ہوئی تھی کہین — نظر دور سے کرکے اُنکے تئین
تعجب مین اک بارگی آ گئی — بلا کر پھر اُن سب سے کہنے لگی
کہ ہان کس طرح کا یہہ ہے ماجرا — کہو مجھسے بھی بھید اس بات کا
کیا تب وہ دونون نے یکسر بیان — یہہ کچھ ہے ماجرا ہم تینونکی داستان
ہنسی تب تو سنکر وہ اکبارگی — اور اُس تیسرے سے یہہ کہنے لگی

[illegible] بیان کرتی ہون اپنی بیتی ہوئی

حکایت دختر شہریار آن دیار

سنو اے عزیزو مری واردات
جوانی مین گذری عجب مجھ پہ بات
کہ اک روز تھی بام پر مین چڑھی
تماشا خلایق کا تھا دیکھتی
نظر مجھکو آیا کوئی نوجوان
نہایت طرحدار سرو روان
کیا جی مرا اسپہ بے اختیار
دوانی ہوئی دیکھکر ایکبار
سرکنے لگی ... سے آہ سرد
لگا ہونے دل مین عشق کا درد

ہوئی ایک دو دن میں ایسی نزار
کہ چہرے پہ غم ہو گیا آشکار

مری دائی مجھ سے یہ کہنے لگی
کہ واری میں تیرے تصدق ہوئی

بتا کس لئے ہے تو اتنی ملول
جو کب سے ہے مرجھا رہی جیسے پھول

کہا پھر دل کا میں اس سے بیان
کہ یوں کچھ مرے غم کی ہے داستان

اگر اسکو لا کر ملا وے مجھے
تو گویا سر نو جلا وے مجھے

وگرنہ خدا جانے کیا حال ہو
کئی دن میں مردے کا سا حال ہو

کہا سُن کے دائی نے ای نازنین
نہ ہو دل میں اپنے بس اندوہ گین

سنبھال آپ کو ہو نہ اتنی اداس
میں لے آتی ہوں اسکو تیرے پاس

یہ کہہ کر گئی فکر و تدبیر میں
کہ وہ فیل مست آوے زنجیر میں

کئی دن میں پھر کام کر ایک بار
یہ لا دی خوشی کی خبر ایکبار

کہ لے میں لگا لائی مطلوب کو
تری جان اور دل کے مرغوب کو

وہیں پھر محل بیچ لائی بلا
مرے پاس مسند کے بٹھلا دیا

لگے ہونے پھر چرچے اور اختلاط
ہوا گرم بازار عیش و نشاط

ہوا جام گلگوں کا پھر اسمیں دور
نیا آ کے مجلس کا کچھ اور طور

کہ اہل طرب کا بھی جلسہ بندھا
دف و چنگ و مردنگ بجنے لگا

یہہ کہکر جو بیٹھے وہ عالی صفات — جو بیٹھے رہے سات دن سات رات
کسیکو نہ فرصت ملی اسقدر — جو لے اکل و شرب جو انکی خبر
گئے آٹھوین دن شہنشاہ جب — تو اُٹھ کر گئی اس جوان پاس تب
جو دیکھون تو ہے وہ جوان مر گیا — تاسف کا ہے داغ دیکر گیا
لگا اُسکو چھاتی سے مین دیر تک — رہی روتی کہہ کہہ کے ہائے فلک
عوض تیرے مجھکو نہ کیون موت آئی — جو دی لاش تیری نے مجھے یون دکھائی
مین کیا جانتی تھی یہہ ہوگا سبب — ہوئی باعث اس مرنکی مین ہی اب
پھر آخر ہوا دفن کرنا ضرور — کہ تا ہون نہ آگاہ اہل شعور
مگر تھی یہہ حیرت کہ کیونکر اُٹھاؤن — اور اسباب کو کسطرح سے چھپاؤن
پس اسوقت دائی کو مین نے بلا — یہہ درد نہان اپنا اُسسے کہا
کہا اُسنے کون ایسا ہے رازدار — جو یہہ بات ہونے نہ دے آشکار
اور اسکو بھی کر دے کہین دفن جا — کہ جسمین نہ یہہ بات ہو برملا
مگر وہ ہی حبشی ترے باپ کا — جو ہے گاہ گاہ آتا لاؤن بلا
اگر اسکو تو فرماویگی اپنا کام — قدیمی ہے دیگا وہی انصرام
لگی کہنے اچھا اسکو لے آ — وہ گئی اور جلدی سے لائی بلا

[illegible]

مقدر تھا قسمت مین میری یہی
دکھاوے جو تقدیر وہ ہی سہی

کیا جلد پائے اُسکے پھر مین نے صبر
سہا جو کہ سہنا تھا قسمت مین جبر

پلنگ کا ہوا غش سی تو ہو نہان
رہی غش مین تا دیر مین ناتوان

کیا اپنا منہہ کالا حبشی نے جب
جوان کی اُٹھا لیگیا لاش تب

کیا دفن جا کر کہین اُسکے تئین
مین غم مین رہی اُسکے چندے غمین

پھر اکثر وہ حبشی مجھے دیکھ کر
اشارے کیا کرتا شام و سحر

مجھے صورت اُسکی لگا کرتی زہر
ہوا کرتی دل مین سدا زہر و قہر

کہی اپنی دائی سے پھر مین یہہ بات
کہ مشکل ہوئی ہے مجھے اب حیات

کہان ہاتھ سے اُسکے جاؤن نکل
لگا جان کو میری کیسا خلل

کہا سنکے دائی نے مت ہو خفا
ہون کرتی مین فکر اُس موذی کا

ہوئی گھات مین پھر وہ اُسکے مدام
لگی رہنے قابو مین ہر صبح و شام

پھر اکدن وہ موذی جو چھت پر چڑھا
سر بام جا کر ہوا تنک کھڑا

کہا مجھ سے دائی نے قابو ہے آج
کہ اب تجھ سے جو ہو سکے کچھ علاج

دبے پاؤن مین وہین چھت پر گئی
اور آہستہ پیچھے سے اکبار گی

ڈھکیلا زمین پر وہین دفعتن
ہوا پاش پاش اسکا سارا بدن

[illegible]

[illegible]

یہہ سب کچھ کہہ ملی ہو چکا بکھری — اور ایک بار دولھہ کو نیند آگئی
تو اُٹھہ گئی پھر آہستہ سے وہ کنیز — نہ دولھہ کو غفلت مین ہوئی کچھ تمیز
تب آہستہ سے مین پلنگ پر گئی — محل کر رہی مارے اک موند کری
کٹی رات اور پھر ہوئی صبح جب — کھلی آنکھہ اُس شاہزادے کی تب
گلے سے پھر اپنے وہ مجھکو لگا — وہی اختلاط اپنی کرتا رہا
یہ لونڈی وہ چھل مجھہ سے کھانے لگی — اشارے کنائے سُنانے لگی
جو پاوے سے چھڑکو تو مجھکو نپائے — کہون کیا کہ جسطرح سے رشک کھائے
ہوئی ہاتھہ سے اسکے لاچار مین — لگی رونے شام و سحر زار مین
اُٹھایا سر اُسنے نہایت ہی جب — کیا پھر مین لاچار یہہ فکر تب
کہ اکدن کوئے پر کہین تھی کھڑی — مین آہستہ سے اُسکے پیچھے گئی
دھکیلا اُسے بھی اسیطرح سے — موئی وہ بھی حبشی ہی کی طرح سے
کوئے مین وہ اسطرح جب گر پڑی — تو ایک بارگی شور مین کر اٹھی
کہ ہی ہی گری اپنی خاصی خواص — جسے میری خدمت مین تھا اختصاص
بہر حال سر سے گیا وہ بھی شر — رہا پھر نہ باقی مجھے کچھ خطر
گذرنے لگی عیش مین صبح و شام — ہوا شور عصمت کا میری تمام

شجاعت مین ایسا کہ اسفندیار
سخاوت مین ایسا جو ابر بہار
ریاست کا جوہر تھا اُسپر تمام
رشادت کے عالم مین مالا کلام

بس اک بار جا کر کہا شاہ سے — نہایت ہی اک نالہ و آہ سے
کہ شہزادہ غالب پڑا آپ پر — مسلط ہوا ملک میں سر بسر
عجب کچھ نہیں قوت بخت سے — اٹھا دیوے اب آپکو تخت سے
سپاہ و رعیت ہیں پردہ میں سب — دل و جان سے متحد اسکے آپ
برے طور آتے ہیں مجھکو نظر — خدا جانئے کیا ہو شام و سحر
اگر آپ سے کیجے اسکو جدا — تو رستے ہو کشور پہ فرماں روا
نہیں آج کی بات کیجیگا یاد — کہ ہو وینگے کیا کیا عجایب فساد
شہنشاہ سنکر یہہ اسکا کلام — ہوا شاہزادے سے بد ظن تمام
غرض گو کہ سمجھا نہ کچھ سخن — کیا اسکو فورا جلائے وطن
نکل کر چلا شہر سے کامگار — کیا دشت غربت کنے اختیار
وزیر اپنی تدبیر سے خوش ہوا — کہ بارے عدو کو میں خارج کیا
مگر تھا خلف اسکا جو نوجوان — تھی شہزادے سے اسکو الفت نہاں
زبان و نین نام اسکا تھا ہوشمند — کہ تھی عقل اور ہوش اسکی بلند
وہ سنکر یہہ روداد اک بارگی — کہ شہزادے پر آئی آوارگی
رفاقت کو آکر کیا اختیار — تجا اپنا فی الفور یار و دیار

کرینگے فروخت لعل اک اسجگہہ ۔ جو اسباب پہنچے بہم قوت کا
جو نزدیک سنتے ہین شہر عظیم ۔ وہین جاکے بیٹھے ہوکر مقیم
ہوا سنکے خوش اسکے تئین کامگار ۔ کیا دیر تک شکر پروردگار
گیا دن گذرا اور ہوئی جبکہ رات ۔ تو اکبار ہوتی ہے کیا واردات
کہ چارون کی چوکی مقرر ہوئی ۔ ہر اک نے وہ اک اک پہر چوکی دی
پہ زرگر کی نوبت ہوئی جسگہڑی ۔ تو اسنے خیانت وہ لعلونکی کی
چرائے وہ چارون کے چارون تمام ۔ اور اسپر کیا پہر وہ اک اور کام
کہ لعلونکی جا سنگ ریزے رکھے ۔ جو تا انکی جاگہہ نہ خالی رہے
اٹھی رات اور صبح جب دم ہوئی ۔ تو پھر چارون نے راہ منزل کی لی
قریب انکے پہنچے جب شہر کے ۔ تو پھر بیٹھ آپسمین کہنے لگے
کہ اب فکر و تدبیر کچھ کیجیے ۔ سراغ خریدار کو لیجیے
اسیمین کہ اک بارگی جو وزیر ۔ لگا ڈھونڈھنے گوہر بے نظیر
تو لعلونکی جا کنکر آئے نظر ۔ اچنبھا سا کچھ ہو گیا سر بسر
تب اس شاہزادے سے کہنے لگا ۔ کہ حضرت یہہ کیا ہوا ماجرا
جہان لعل تھے سنگریزے ہین ہان ۔ اور انکا رہا کچھ نہ باقی نشان

حکایت زن عاقلہ

وزیر اسکو سنکر فسردہ ہوا / بہ تشویش و اندوہ گھر کو پھرا
ملا راہ مین اسکو اک پیر مرد / تھی ذات اسکی علم فراست مین فرد
لگا دیکھہ کر کہنے اُسکے تئین / کہ کسواسطے ہے تو اندوہگین
وزیر اُسسے کہنے لگا ماجرا / کہ یون واقعہ مجھہ پہ طاری ہوا
کہا اُسنے عورت ہے یہان اک ذہین / تعرس مین کوئی اسکا ثانی نہین
خردمندی مین ہے وہ روشن تمام / ہے مشہور گوہر بھر اس زنکا نام
تو اُسسے گر اپنا کہے ماجرا / تو وہ ہی کریگی یہہ حاجت روا
بکرے دیگی تم مین سے اُس چور کو / کہ کی جسنے چوری حقیقت مین جو
وزیر اسکو سنکر گیا اُسکے پاس / نہایت ہی مغموم اور بیحواس
کہا اُسنے تم چارون اک وقت شام / مرے پاس آنا مین کرونگی کام
کرونگی مین دریافت اسکے تئین / جو ہوویگا خاین چھپیگا نہین
لے چارون یکیک پہر میرے پاس / رہین تا ہون سبکی حقیقت شناس
گیا سب کے تئین شام کو لے وزیر / تھی رہتی جہان وہ زن بے نظیر
لگی شاہزادے سے کہنے وہ زن / کہ پہلے ہی تم سے ہے میرا سخن
سُن اک کہانی ہون کرتی بیان / ترے روبرو مین اے شاہجہان

اسی مین پھر اُن دونون سے وہان ہوا وارد یک جا کہین ناگہان
تو آیا میانہ اِک اُسکو نظر کہ تھی جسمین محبوب رشک قمر
ہوا سے جو پردہ اُٹھا ایکبار تو قدرت خدا کی ہوئی آشکار
گرا پردہ پھر آن کی آن مین جوان کے ہوئی بیکلی جان مین
لگا تلملانے وہین متصل لگا تھامنے ہاتھ رکھ رکھ کے دل
ہوا خلق کا آکے سر پر ہجوم تماشائیون کی ہوئی ایک دھوم
اسی مین وہ بچھڑا ہوا آشنا کہین آن پہنچا اُسے ڈھونڈھتا
جو دیکھے تو یہہ کچھ ہے حال رفیق ہوئی دیکھ کر حالت اُسکی رقیق
لیا وہین سر اپنے زانو پہ دھر لگا پونچھنے اُسکی مژگان تر
لگا کہنے ای دوست کیا حال ہے یہہ کسواسطے تیرا احوال ہے
ہوا دم کے دم مین تو کسکا شکار گیا کون تیرے تئین تیر مار
ہوا کسکا زخمی بتا تو مجھے کچھ اندوہ دل کا سُنا تو مجھے
بتا کچھ تو اُسکا تو نام و نشان کہ تا جا کے لے آؤن مین اسکو یہان
جوان نے یہہ سُنکر دلاسے تمام کہا یار بتلاؤن کیا اُسکا نام
خدا جانے کیا طلسمات تھا جو اِک دم چھلاوا سا جاتا رہا

پڑا جا کسی گھر میں ہمسایہ کے — غم و درد و اندوہ اپنا سے لئے
سنی زن نے اسکی یہہ جو نہیں خبر — بلا کر کہا دائی کو زود تر
کہ دائی یہہ دے جا کے انکو پیام — کہ کیا یہہ سنگین دل کا ہی کام
گئے بیاہ کر مجھکو جس روز سے — میں مرتی ہون اندوہ جانسوز سے
نظر بھر کے میں تمکو دیکھا نہیں — مرا کوئی ارمان نکلا نہیں
پھر اس پر جو مدت میں آئے بھی ہو — تو اسطرح باہر رہے ہوگے سو
بھلا یہہ بھی ہے کوئی محبت کی چال — ذرہ تو اسے دل میں کیجے خیال
گئی لیکے دائی یہہ زن کا پیام — سنایا بخوبی اسے جا پیام
جوان سنکے اسکو نہیں چپ رہا — جواب اسکا مطلق نہ اسکو دیا
پھری دائی حسرت زدہ اور اداس — لگی آنکر کہنے بی بی کے پاس
کہ میں نے تو بھیجا یا سب پیام — یہہ کرتے نہیں کچھ وہ کلمہ و کلام
خدا جانے اسکا باعث ہے کیا — سمجھتی نہیں ہون میں اسکو ذرا
ہوئی سنکے بی بی کیتین بیکلی — نہایت ہی بےتاب و مضطر ہوئی
لیا منہہ پہ لاچار اپنے نقاب — چلی گھر سے کھاتی ہوئی پیچ و تاب
کیا جا کے شوہر کیتین پھر سلام — لگی کہنے بے تابی اپنی تمام

سوچ جان پر اسکی اب آ بنی
مصیبت سی ہے روز و شب آ بنی

نہین دیکھ سکتا مین اس حال کو
یہہ زحمت کو اور اسکے جنجال کو

خوشی میری گر تجھکو منظور ہے
تشفی مین میرے گر تو مجبور ہے

تو کہتا ہون جو مین تجھے اسکو مان
چل اب اس سے مل تا بچے اسکی جان

برا حال آتا ہے اسکا نظر
خدا جانے کیا ہو شام و سحر

مرا دوست اور یار جانی ہے وہ
مرا باعثِ زندگانی ہے وہ

بس اِک عمر مین وہ ہی اِک آشنا
زمانے سے میرے تئین ہے ملا

کہان دوست ملتا ہے ایسا کہین
کہ دنیا مین بو دوستی کی نہین

اگر اسکی خاطر نہ ہرگز رکھون
تو کب آشناؤن مین محسوب ہون

سنا زن نے شوہر کا جون یہہ کلام
ہوئی اسکو اِکبار حیرت تمام

لگی کہنے کیا خوب یہہ تو کوئی
عجب طرحکی بات تمنے کہی

مگر کچھ دوانے ہوئے ہو گے تم
کدھر کو تمھاری ہوئی عقل گم

لگے آگ اس آشنائی کے تئین
اور اسطرحکی باوفائی کے تئین

کدھر ننگ و غیرت تمھاری گئی
یہہ کس طرحکی عقل ماری گئی

جو ناموس کو اپنی غیرونکے پاس
حوالے لگے کرنے ہوبے حواس

[illegible]

چلے گھر سے پھر ہو کے دونو بہم — رضا جوئی مین بن کے ثابت قدم
پھر اتنے مین کیا انکو آیا نظر — کہ ہین چور بیٹھے ہوئے راہ پر
ہوئے خوش انھین دیکھ کر ایکبار — کہ کیا مفت کا ہاتھ آیا شکار
وہین سب طرف سے لیا آ کے گھیر — لگے کہنے بس کیجئے اب نہ دیر
اُتار و زر و زیور اپنا تمام — نہین دم مین دونو لگا کرتے ہین کام
کہی زن نے تب انکنین اتنی بات — کہ ڈالو ابھی تم نہ کچھ مجھ پہ ہات
سُنو پہلے قصہ مرا گوش کر — کہی ماجرا میرا کیا سر بسر
پھر اُسنے وہ اپنی حکایت تمام — حکایت تمام اور حقیقت تمام
مفصّل کہی کر کے اِک اِک ادا — اور آخر کہین پھر یہہ وعدہ کیا
کہ جس دم یہہ ہونگی مین اودھر سے ہو — بجالا کے شوہر کے احکام کو
تو زیور یہہ سب دونگی تمکو اُتار — یہی مجھ مین تم مین ہے قول و قرار
ہوئے چور خوش سُنکے زن کا کلام — لگے آفرین کہنے ملکر تمام
کہ رحمت خدا کی ہے اُس زن کے تئین — نہو ویگا کوئی ثانی اسکا کہین
جو شوہر کی ہو ایسی فرمان پذیر — اطاعت مین سچ مچ ہے کوئی نظیر
ہے شوہر کو بھی اُسکے پھر آفرین — نہ اس سا بھی کوئی آشنا ہو کہین

بٹھا کر مقابل بس اُسکے شتاب — الگ ہو گیا تا ہو رفع حجاب

وہ مدہوش دیکھ اُسکو اکبارگی — لگا دلمین کہنے وہی ہے وہی

پھر اُسکے تئین اپنا سب ماجرا — جو گذرا تھا رو رو سنانے لگا

کہ یون مین جھلک کو تری دیکھ کر — ہوا آن کی آن مین بے خبر

تماشائی یون مجھ پہ کہتے تھے دھوم — تھا اسطرح خلقت کا سر پر ہجوم

سلامت رہے یہہ مرا آشنا — جو اسوقت مین پہنچا مجھ پاس آ

اسی احوال مین بے خبر آنکر — گیا ڈھونڈھنے پھر یہہ جدھر تدھر

بہت سعی کر کے بہت جست جو — کیا پیدا بارے تجھے ماہ رو

خدا اُسکو تئین خیر کی دے جزا — جو لی اسطرح جان میری بچا

بس اب تو مصیبت میری دیکھ تو — شتابی کہین مجھ سے ہو خندہ رو

پلا شربت عناب لب کا مجھے — کہ دل کی حرارت میری تک بجھے

کہین ہاتھ رکھ میرے دل پر شتاب — کہ دھڑکا تھمین اور تھمین اضطراب

غرض اپنی دکھ درد کی گفتگو — یونہین زن کے تھا کہہ رہا روبرو

ولے زن نہ زنہار گویا ہوئی — نہ مطلق کسی طرح سے وا ہوئی

بھوین تان کر اور بدل تیوری — لگی آنکھون سے تہدید کرنے لگی

اسطرح جب وہ بھی سب سن چکا
تو اسنے بھی عورت نے پوچھا یہی
پھر آیا وزیر اور لگا
کہ تا اسکی بھی یون حقیقت شناس
وزیر پسر کو بھی دو پھر پاس
کہا بس تم اب جاؤ عالی صفات
وہ عورت نے زن شاہ سے
کہا شاہ نے

حقیقت مین کہئیے انہین بی بیان | انہین سے ہے قایم زمین آسمان
کہ ہم حکم شوہر کا لائی بجا | ہم اپنے تئین یون اچھوتا رکھا
بس اب دونون گھر کو سدھارو شتاب | ہے تاخیر میرے لئے اک عذاب
یہہ کہہ سنکے دونونکو رخصت کیا | بہت اپنا عذر خجالت کیا
پھرے وہان سے گھر کو زن و شوہم | خوشی کے وہ بھرتے ہوئے اپنے دم
اسی مین ہوا آکے اُس جا گذار | تھی جسجا وہ چورونکی بیٹھی قطار
وہین زن نے درخواست سے پیشتر | اُتار اپنے زیور کے تئین سربسر
کیا ڈھیر جاکر اُنھون کے حضور | بعین رضامندی وصد سرور
رئیس اُنکا آپسمین کہنے لگا | کہ زن اسطرح جب ہو وعدہ وفا
تو پھر ہمسے مردونکو ہی انفعال | جو مال اُسکا آگے ہو ہم پر حلال
یہہ کہہ اور اپنے بھی کچھ پاس سے | ملا اسمین زیور حوالے کئے
زن و شو گئے گھر کو مسرور و شاد | ملی جیسی نیت تھی اُنکی مراد
کہ عصمت نے بھی کچھ نہ پایا خلل | اور اخلاص مین بھی نہ آیا زلل
وہ گوہر کہانی یہہ سب کہہ چکی | تو پھر شاہزادے سے کہنے لگی
کہ فرمائے بارے شاہجہان | ہو الطف کیا اُسکا تم پر عیان

سُنی جو ہین عورت نے بس اتنی بات — تو اکبارگی اپنا پھیلا کے ہات
لگی کہنے بس لعل جلدی نکال — نہین تو برا ہوئیگا دم مین حال
کوئی جلد اتنا بھی کہتا ہی بھید — نتھی اتنی جلدی کی تجھ سے امید
بہت کام مین اپنے تو خام ہی — یہہ خامی کا سارا اثرا کام ہی
سُنا جب یہہ زرگر نے سارا کلام — لگا کانپنے اور لرزنے تمام
کہا جی ہین انکار کیا فایدہ — جو معلوم ہونا تھا سو ہو چکا
نکالا کمر سے جو چارون نگین — رکھا روبرو ہوکے بس شرمگین
اور آہستہ پھر اُس سے رخصت ہوا — گیا اس جگہہ تھی جہان اُسکی جا
گئی رات روشن ہوئی صبح جب — بلا چارون کو پاس گوہر نے تب
کہا مین نے ہر چند تفتیش کی — ہر اک طرف کی بات سب سے کہی
ملا پر نہ لعلونکا ہرگز نشان — خجالت ہوئی مجھکو تم سے ندان
پس اپنے خزینے سے مین ویسے لعل — تمھارے ہین کھوئے گئے جیسے لعل
ہون دیتی تمھین لو بس اب گھر کو جاؤ — اور آگے نہ یہہ بات مُنھہ پہ لاؤ
وزیر اپنے لعلونکو پا خوش ہوا — دُعا دیکے گوہر کو بس گھر گیا
اُسی وقت پھر شہ سے ماذون ہو — گیا بیچنے انکو بازار کو

گیا تھا وہ شہ پاس جب کامگار ۔ جھروکے مین تھی دختر شہریار
نظر اُسکی جو ہین تک اُسپر پڑی ۔ وہ عاشق ہوئی اُسکی اکبارگی
لگا ایک بیک عشق کا دلمین تیر ۔ ہوئی قید اُلفت مین فوراً اسیر
تڑپنے لگی تلملانے لگی ۔ ددا دائیون کو رولانے لگی
لگی سوکھنے دن بدن اسطرح ۔ کہ شاخ خزان دیدہ ہو جسطرح
ہوئی رفتہ رفتہ خبر باپ کو ۔ پڑی پرچے مین آن کر گفتگو
کہ یہ کچھ ہے اب شاہزادی کا حال ۔ خدا جانئے ہوویگا کیا حال
کیا شہ نے شہزادے کو تب پیام ۔ کہ اسطرح منظور ہے تم سے کام
ہوا کامگار اسکے سُنکے شاد ۔ کہ الطاف غیبی نے بخشی مراد
کیا ہو کے خوش جان و دل سے قبول ۔ غرض دون کہان تک مین آگے طول
ہوئی شاہ کو سُن نہایت خوشی ۔ تیاری کی وصلت کے انجام کی
سعیتن پھر اک کرکے وقت سعید ۔ کہ تھا میمنت مین جو مانند عید
کیا بیاہ با حشمت و عز و شان ۔ کہ تفصیل ہے جسکی فوق البیان
لکھے شرح گر اُسکی یکسر قلم ۔ تو دفتر کے دفتر ہی ہو وین رقم
غرض جب ملا اس طرح مدعا ۔ تو پھر رات دن اور صباح و مسا

کہ اکبارگی اسمین کیا دیکھتا | کہ کچھ شور و غل سا چمن مین اٹھا
ہر اک طرف ہے آب پاشی کی دھوم | خیابانون و روشون پہ ہے کچھ ہجوم
پڑے دوڑتے پھرتے ہین باغبان | یہان سے وہان اور وہان سے یہان
لگاتے ہین خوارے جو منہ مین لا | تکلف مین ہین سو بسو جابجا
بتاتے ہین کچھ باغ کی والیان | لگاتے ہین دونو مین کچھ سبزیان
کہین جھاڑتے ہین چمن سا کے تئین | بناتے ہین سرو و سمن کے تئین
جہاندار حیرت کے عالم مین آ | کسی سے لگا پوچھنے جو ذرا
کہ بتلاؤ کیسی ہے یہہ کھلبلی | یہہ ہے کسلئے دھوم اتنی مچی
تو بولا جواب اسمین یون کوئی | کہ آمد ہے یہہ بہروربانو کی
کہا تا ہے جسکا یہہ مشہور باغ | یہہ جس سے ہے سرسبز معمور باغ
جسے کہتے ہین دختر شہریار | ہے فرمان مین جسکے سارا دیار
سو وہ آج گلگشت کو آئیگی | کوئی دم مین تشریف فرمائیگی
ہم اسکے لئے کرتے ہین دھوم دھام | کہ تا سب رکھین اپنا تیار کام
ملے سیم و زر ہمکو انعام مین | وگرنہ ہون مغضوب الزام مین
جہاندار سنتے ہی یہہ خوش خبر | خوشی سے ہے دوڑا ہوا بے خبر

ای موذی نے دی ہے ایذا مجھے
ای سنے دیا ہی یہ سودا مجھے
بس اب ہم سے سا وکہا ملا مجھکو جو

جہاندار نے تب دیا یہ جواب | کہ بتلاؤں کیا اپنا حال خراب
کہاں دل ہے مجھ کو کہاں ہے دماغ | کہ اک دل پہ میرے ہزاروں ہیں داغ
مجھے عشق کے سانپ نے ہے ڈسا | ہوں مدت سے اس دام میں میں پھنسا
نہ گھر کی خبر نہ وطن کی مجھے | نہ گل کی خبر نہ چمن کی مجھے
ہوں اس باغ میں کب سے دیوانہ وار | لگانوں یہ صحرا ہی یا لالہ زار
بس اس پیرزن نے یہ سن گفتگو | کہا وہیں جا بہرور بانو کو
کہ صدقے گئی اک عجب نوجوان | دکھائی دیا باغ میں ہے عیاں
کہ ہو پھرتا بان ہی جس سے خجل | پری کا ہی جس پہ نکل جاوے دل
ہر اک بات کرتا ہے وہ دردناک | کہ ہوتا ہے سنکر جگر پاک چاک
خدا جانے آیا ہے کس طرف سے | نہیں خوب معلوم ہوتا مجھے
یہ سن بہرور بانو دائی کی بات | وہیں جھانکنے کی لگی کرنے گھات
پھر آخر کو پردے کی تیں چھید کر | نظر کی جہاندار پر سر بسر
ہوئی دیکھکر وہیں بے اختیار | بہانے لگی اشک خوں زار زار
پھر اتنے میں گھر آکے اکبارگی | وہ تصویر جو پاس ہر وقت تھی
شتابی صندوق سے اسکو نکال | مقابل لگی کرنے سب خط و خال

[illegible]

پشیمان کہنے سے اپنے ہوئی
کہ کیون مین نے ایسی خبر آکے دی

مین کیا جانتی تھی یہہ ہوویگا حال
نتھا میرا ہرگز یہہ وہم و خیال

مین ستر نہ ٹھہری نے کیون اتنی بات
کہی یک بیک آحماقت کے سات

جو یون پھول جیسی یہہ مرجھا گئی
قلق مین بہ یکبارگی آ گئی

پھر اتنے مین لاچار ہو باپ پاس
گئی ہوکے غمگین اور بیحواس

لگی کہنے گر جی کی پاؤن امان
تو کچھ بات دلکی کرون اب بیان

کئی دن سے مین شاہزادی کا حال
بُرا دیکھتی ہون بحزن و ملال

غم و فکر سے ہے گئی اتنی سوکھ
کہ جیسے خزان دیدہ ہو کوئی روکھ

گھلی جاتی ہے شمع سان دمبدم
کبھی خشک لب ہے کبھی چشم نم

سنو جب نہ تب بھرتی ہے آہ سرد
ہوا جاتا ہے دن بدن رنگ زرد

نہ پالا تھا مین نے اُسے اس لئے
کہ پی پی کے یون خون دل وہ جئے

ابھی اُسنے دنیا کا دیکھا ہے کیا
ہو ننھی سی جان اُسکی یون مبتلا

نہین تمکو زنہار کچھ اُسکی فکر
کبھی کچھ نہ شادی کا کرتے ہو ذکر

کرون اور کیا آگے اس سے بیان
کہ سب وجہ غم کی ہے تم پر عیان

سُنا شہ نے دائی کا جب یہہ کلام
وو ہین پا گیا اپنے دلمین تمام

منعقد شدن مجلس عروسی و دامادی جہانزادشاہ و بہرو بانو

وہی ایلچی جسکا تھا پھر گیا
وہی شہر سے جسکو باہر کیا

پس اس نے یہہ گوہر ہو پہونڈا اگر
تو مسرور ہو مملکت سر بسر

تامل کا ہرگز نہیں کچھ مقام
شتابی سے کر بیٹھیے اب یہہ کام

شہنشہ نے سنکر یہہ اُنکے جواب
کہا واقعی ہی یہہ اے صواب

وے پہلے اک شخص روشن قیاس
مناسب ہی جاوے جہاندار پاس

کرے پھر ہی اوضاع سب اُسکے غور
لیاقت اور آداب کے سارے طور

فراست کرے اور آکر کہے
جو ہووے تسلی مجدد مجھے

گیا پھر وزیر اک جہاندار پاس
ذہین و ذکی اور قیافہ شناس

ہر اک علم و آداب کی گفتگو
فضیلت ہر اک طور کی موبمو

حکایت روایت مین دریافت کی
یہی بات آخر محقق ہوئی

کہ ہی سب کمالات مین بے بدل
حسب اور نسب مین بھی ہی بے خلل

کیا عرض آبادشہ سے تمام
ہوا سنکے خوش شاہ والا مقام

کہا خیر بہتر ہی شادی کرو
ولیکن شتابی سے انجام دو

کیا اُٹھکے دولت سرا مین وہین
کہا بہرو بانو کی مان کے تئین

کہ لو شاہزادی کی شادی کرو
سرانجام وصل مرادی کرو

جہاندار کے پاس حاضر رہین
کرین فکر یہ لیکے اسباب کی
لیجاوین یہین سے تزک اور جلوس
یہہ سب کچھ جب اسطرف کو جاچکا
چراغان کا ٹھاٹھ باندھا گیا
ہوئے خیمے استادہ پر عظم و شان
بچھا فرش مخمل کا ایوان مین
لگی ایک مسند جواہر نگار
دھرے شمعدان بلوری تمام
مرتب ہوئے بزم عیش و طرب
پھر ان کامون ہی مین پڑی جبکہ شام
امیران اعظم کی آمد ہوئی
طوائف نے آکر دکھائی چمک
بندھا راگ اور ناچ کا جو سمان
اسی مین ہوئی منقضی آدھی رات

تیاری وہان کی بھی سب کچھ کرین
زری کی تمامی کی کمخواب کی
کہ ہون جسمین نوبت کے کرنا و کوس
تو آیا معین وہ دن بیاہ کا
لب نہر پر صحن مین جا بجا
تمامی کے کھنچے گئے سائبان
زری کے بندھے پردے ایوان مین
کہ شرمندہ ہو جس سے گل کی بہار
کہ ہر ایک پر تھا مرصع کا کام
مغنی و مطرب ہوئے جمع سب
تو ہوئی روشنی ایکبارگی تمام
کہ محفل کرین گرم تا عیش کی
لگی تھاپ طبلون کی پھر یک بیک
سو اس لطف کا کب ہے ممکن بیان
اٹھا پھر بہ یکبار شور برات

وہ ماہی مراتب وہ بان و نشان
وہ نوبت سے بجے کا صدا عظم و شان
مفصل بیان تک کیا بیان ہو سکے
اگر فی المثل سو زبان ہو سکے
نہیں تھم اس تکلف سا سامان
جہاندار شہ اور سب اہل برات

[illegible]

ہوا آئینہ مصحف اسمین عیان / عیان ہو گیا تھا جو تب تک نہان
جہاندار جون اُسکا نگران تھا / تو اس آرسی پر وہ حیران تھا
یونہی تھی دُلہن کو بھی حیرت تمام / کہ حاصل ہوا کس طرح دل کا کام
وہ تکتا تھا اسکو یہہ تکتی اُسے / حیا سے پہ کچھ کہہ نسکتی اُسے
نظر سے نظر ہون ملی ایک بار / خوشی نے کیا دل کو بے اختیار
ہوئی دھوم جلوے کی یکبارگی / لگے گانے تونے سلونے سبھی
چنی پھر تو نوبات اس گھات سے / کہ لذت ملے جسکی ہر بات سے
کھلائے گئے پان تونے کے جب / رہی دو گھڑی باقی جب اسمین شب
تو گودی مین لے بہرور بانو کو / جہاندار اُٹھا تخت سے خندہ رو
محافے مین جلدی کیا لا سوار / ہوا پھر تو رخصت کا شور ایکبار
وہیں رون کے اسباب آئے تمام / عماری و حودے دکھائے تمام
کئی نالکی پالکی زر نگار / کئی فیل اور اُشترونکی قطار
صندوقچے جواہر کے بھی بے بہا / اور اقسام خلعت بھی حیرت فزا
ہزاران غلام و ہزاران کنیز / ہزاران گرانمایہ ہر ایک چیز
یہہ سامان حشمت لئے سربسر / چلا باغ کو اپنے وقت سحر

[illegible]

[illegible]

جو دکھلا گیا وہ ترا مرد پیر | بتاتا تھا نام اپنا جو بے نظیر
تب ہی سے میرا حال ایسا ہوا | کہوں تجھ سے کیا میں کہ کیسا ہوا
غرض کہہ کے دکھ سکھ یہہ دونوں بہم | بیان کر کے سب داستان الم
اٹھے خوابگاہ سے بلطف خوشی | کہ خواہش ہر اک دل کی حاصل ہوئی
ہوئی رسم چوتھی کی بھی جب تمام | فراغت سے کٹنے لگی پھر مدام
کسی طرح کا کچھ نہ تھا فکر و غم | جدائی نہ آپس میں تھی کوئی دم
کئی سال یونہی ہوئے منقضی | وطن کی پھر آکر تمنا ہوئی
دلہن سے جہاندار شہ نے کہا | کہ ای بہرور بانوئے جانفزا
ہوئی مجھ کو ماں باپ کی آرزو | چل اب ساتھ میرے تو اس شہر کو
کہا اسنے جو کچھ ہو مرضی تری | میں تابع ہوں اور ہونگی لونڈی تری
بلا کر کسیکو دیا پھر پیام | بعجز و با آداب و حسن کلام
کہ حضرت سے جاکر کرو التماس | کہ ای شاہ جم جاہ والا اساس
بس اب مجھکو خدمت سے رخصت کرو | بلا کر کے شہزادی کو بھی کہو
کہ ہمراہ میرے رفاقت کرے | اسی گھر میں چل کر سکونت کرے
سنا باپ نے شاہزادی کے جب | کہ ہنگام رخصت ہے در پیش اب

کیا عرض شاہ جہاندار سے
بصد لطف و آداب گفتار سے
کہ ای جہاندار مقصد ترا
خدا نے تجھے اب عنایت کیا
[illegible]

پدر لاچار درخواست کی وہ قبول
ہوئی بہرور بانو بھی کچھ ملول
[illegible]

جواہر کے دو پیٹے بے بہا — بہا کر بخوبی مرخص کیا

اتری جھنجھناتی ہوئی بس وہین — دعائین گئی دیتی شہ کے تئین

کیا کوچ پھر شاہ نے صبح گاہ — با سباب حشمت بسامان جاہ

لگا کرنے طی منزلون کے تئین — بیابان کے مرحلون کے تئین

مہینون کی راہ جب کہ طی کر چکا — تو پھر یاد کر اُس طرف کو پھرا

تھے ورثے یہ دو بھائی لڑتے جہان — جنھونکی وہ تھین چارون چیزین لیان

محقق کر اُن دونون کی بود و باش — کیا انکو پیدا بسعی و تلاش

بہت معذرت اُن سے کر کر ادا — انھین چار چیزین وہ دینے لگا

کیا دونون بھائیون نے تب التماس — کہ اے شاہ فرخندہ و حق شناس

نہین پھیرنا کچھ اب انکا ضرور — خوشی سے یہ کہین ہم نے نذر حضور

یہ لائق سلاطین ہی کے ہین سب — ضرورت ہی چندان ہمین انکی کب

بھلا یہ ہماری نشانی رہے — ترے پاس تا زندگانی رہے

کیا عہد کے تئین جو تو نے وفا — سو لطف اسکا ہمکو نہایت ملا

بس اسواسطے اور بھی ایک چیز — ہین دیتے تجھے ہم جو تھی عزیز

کہ پر گھٹ کا فن ہین سکھلاتے تجھے — جتن اُسکے سب ہین بتاتے تجھے

بس ایسا کرو جسّے ہون کامیاب / اور اُسکو پھر اون بحال خراب
غضب ہی جو یون مین رہون بے نصیب / اور اسطرح یاری دین اُسکے نصیب
یہہ دلمین حسد کے خیالات کر / لگا ڈھونڈھنے شہ کو شام و سحر
پھر آخر اپنا سعی اور جستجو / تباہی اُٹھاکر بہت سو بسو
ملا آکے جون تون جہاندار سے / بصد حالت خستہ و زار سے
قدم پر گرا اور بہ مکر و نفاق / لگا کہنے مدّت سے تھا اشتیاق
کہ پھر یہہ رفاقت مجھے ہو نصیب / قدیمی سعادت مجھے ہو نصیب
ہوا اس آستان کا نمک خوردہ مین / پھرون تابکی خوار افسردہ مین
جہاندار نے سُن یہہ طرز کلام / کی اُسپر نگاہ عنایت تمام
کہا خوب رہ آج سے میرے پاس / ہے ذی مرتبہ تو عقیدت اساس
یہہ مکار و تزویر کر سر بسر / لگا پاس رہنے وہ شام و سحر

رفتن جہاندار شاہ بقالب آہو

ہوا ناگہاں پھر یہہ کیا ایک بار / کہ نکلا جہاندار بہر شکار
کیا صید آہو کشتن ایک جا / وہین شہ سے ہر مز یہہ کہنے لگا
کہ ای شاہ ہے مجھکو یاد ایک فن / جو ہر ایک کو آتا نہین وہ جتن

دیا چھوڑ بس اپنے گھٹ کتئین ۔ سمایا شہنشہ کے گھٹ مین وہین
جہاندار ادھر گھٹ مین آہو کے جا ۔ لگا چگنے سبزہ بیابان کا
ادھر یہہ جہاندار کے گھٹ مین جا ۔ بشکل جہاندار شہ بن گیا
چلا آیا خیمہ کتئین ایک بار ۔ جہان بہرور رہا تو تھی انتظار
بخوبی وہان جا کے داخل ہوا ۔ کہا دلمین مقصود حاصل ہوا
وے بہرور رہا تو کچھہ دیکھہ کر ۔ گئی شبہہ تشکیک مین سربسر
لگی جی مین کہنے کہ اے سر نگاہ ۔ کہ یہہ تو نہین وہ جہاندار شاہ
بصورت تو سب کچھہ ہے اسکی مثال ۔ یہہ بات تو نہین ویسا نہین قیل و قال
خدا جانے کیا مصیبت پڑی ۔ جہاندار پر کیسی آفت پڑی
سمجھکر یہی اپنے جی مین تمام ۔ لگی رہنے اُس سے جدا صبح و شام
کیا کرتا ہرچند یہہ عاجزی ۔ وے پاس اُسکے یہہ آتی نتھی
غرض بعد چندین صباح و مسا ۔ جہاندار کے باپ سے آملا
جہاندار کو بسکہ مدت تمام ۔ ہوئی تھی وہ چھہ برس دیار و مقام
خلایق کو چندان نتھا کچھہ خیال ۔ کہ اتنا کرین اُسکا تفتیش حال
کسی نے بھی ہرگز نکی غور یہہ ۔ کہ یہہ وہی یا ہے کوئی اور یہہ

ہوا خوش وہ درویش پاکر اُسے ۔ لگا رکھنے چھاتی لگا کر اُسے
کیا کرتا طوطی کی ہر دم صدا ۔ ادا کرتا رہ رہ کے شکر خدا
یہہ سُنکر وُہ درویش حیران ہو ۔ بہت خوش ہوا اور شادان ہو
لگا کہنے ای طایر نیک خو ۔ نہایت ہی تو کوئی نکتہ گو
پہ حیرت ہی مجھکو ترے شکر پر ۔ کہ شاکر ہی کیون اتنی شام و سحر
کہ نعمت یہہ ھی شکر کرنا روا ۔ تجھے کونسا خوان نعمت ملا
ہی جسپر تجھے اتنا شکر و سپاس ۔ ذرا مجھہ سے بھی کہہ تو ای حق شناس
دیا تب یہہ طوطی نے اُسکو جواب ۔ نہ کیونکر کرون شکر حق بیحساب
کہ صحبت ملی تجھہ سے درویش کی ۔ فراغت ہوئی سب کم و بیش کی
فقیر اسکو سُنکر ہوا اور خوش ۔ لگا رکھنے اُسکو بہر طور خوش
پھر اکروز اُسسے یہہ کہنے لگا ۔ کہ ای طایر نکتہ گو خوش نوا
نہایت تو کوئی خردمند ھی ۔ کہ جو بات ہی تیری اک پند ھی
کچھہ اسوقت ایسی حکایات کر ۔ کہ جسمین سراپا افادات کر
کہا تب یہہ طوطی نے ای بینوا ۔ مجھے ایک شاکر کہین تھا ملا
گئے مین نے اُسسے یہہ کتنے سوال ۔ کہ بتلا تو ای طایر خوش مقال

پرا اسیر کرتا تھا ادھر ادھر
کہ اک جا بجز دام اسکو آیا نظر
کھڑے ہین ہزارون صغیر و کبیر
اور اک شخص ھی اُنمین کوئی اسیر
کیا مینوا نے کسی سے سوال
کہ بتلاؤ کیا ہے یہہ قیل و قال
جواب اُنمین سے ایک نے یہہ دیا
کہ صادر ہوئی ہے کچھہ اسسے خطا
خطا یہہ ہے زیر محل شاہ کے
کھڑا ہاتھہ مین تھا یہہ آئینہ لے
جھروکے مین تھی دختر شہ وہان
ہوا جلوہ اُسکا عیان ناگہان
جب آئینہ مین عکس اسکا پڑا
تو آئینے کا اسنے بوسہ لیا
اسی جرم پر ہے یہہ رنج و تعب
لئے جاتے ہین پاس قاضی کے اب
کہ فتوے مین جو اُسکے قاضی کے ہے
سزا اُس گنہہ کی وہی پھر ملے
سُنا طوطے مینوا نے یہہ جب
لگی کہنے حیران ہین کیون اتنے اب
ہین محتاج قاضی کے فتوے کے کیون
ہین سب منتظر اسکے کہنے کے کیون
سزا تو نہایت ہے اُسکی عیان
تامل ہے درکار کیا اسمین یہان
کھڑا دھوپ مین اک جگہہ اسکو کر
جڑو قمچیان اُسکی پرچھائین پر
کہ ایسی گنہہ کی یہی ہے سزا
زیادہ اُسسے ہے آگے ظلم و جفا
یہہ سُنتے ہی طوطی کا خلقت کلام
تعجب تحیر مین آگئی تمام

خدا کے تئین یاد کر ہر محل | وہی مشکلین ساری کرتا ہے حل
ولے ایک تدبیر کہتا ہون اب | کہ ہر مزہ آوے ترے ہاتھ جب
تو کہہ اُسسے ای شاہ والا گہر | نہین حال سے اپنے مجھکو خبر
رہا کرتی اکثر ہون بیمار مین | نہین کوئی رکھتی ہون غمخوار مین
کہ بہلاوے تک میرے دلکے تئین | مجھے رہنے دیوے نہ اندوہگین
نہ کچھ کھیل ہے اور نہ کچھ مشغلا | کہ جسمین ذرہ بھی لگے دل مرا
کسی طرح بہلا تو میرے تئین | ذرا ہو یہہ مشغول جان حزین
مین سنتی ہون پر گھٹ ہے آتا تجھے | تماشا ذرا اُسکا دکھلا مجھے
کسی طرح تا غم غلط ہو مرا | کہان تک رہون مین اُداس اور خفا
وہ جب اپنے گھٹ سے نکل ایکبار | کرے اور گھٹ بیچ جا کر قرار
مین طوطی کے گھٹ سے نکل اُسگھڑی | سما جاؤنگا اپنے گھٹ مین سبھی
سُنا شاہزادی نے جب یہہ کلام | ہوئی وہ وہین مشغوف اور شادکام

انسان شدن جہاندار شاہ از قالب طوطی

غرض آیا ہرمز محل بیچ جب | کہی اُسنے یکسر یہہ تقریر تب
وہ سُنتے ہی خوش ہو کے کہنے لگا | کہ دُشوار یہہ کام ہے کون سا

گذارنے لگی عیش مین صبح و شام
لگی رہنے عشرت و خوشی مین تمام
وہی ملک و مال اور وہی سلطنت
وہی تاج و تخت اور وہی تمکنت
غرض جیسی دی تھی خدا نے انکی مراد
برآوے تمھاری ہماری مراد

ہوا جس گھڑی ترجمہ یہہ تمام
بطرز لطیف و بحسن کلام
قلم سے وہین فکر ایکبار
کہی اسکی تاریخ باغ بہار

الحمد للہ

کہ نسخہ بہار دانش ہندی بتاریخ
اول ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۶۳ ہجری
بخوبی در مطبع حیدری طبع گردید

تمت بالخیر

پوشیدہ نرہے

کہ قصۂ دلچسپ جہاندار شاہ اور بہرور بانو کا منشی عنایت
اللہ نے اگلے زمانے مین الفاظ شیرین اور عبارت رنگین سے
زبان فارسی مین تصنیف کر کے بہار دانش نام رکھا اکثر آدمی
ہر دیار کے بسبب فارسی کے سمجھنے مین اس قصہ کے
سننے سے محروم رہتے تھے اسواسطے افصح الفصحا ابلغ البلغا مرزا جان
طپش مرحوم نے بموجب فرمایش صاحبان کونسل وغیرہ کے
سنہ ۱۲۱۷ ہجری مین خاص عام کے سمجھنے کیواسطے زبان اردو مین
ترجمہ کیا تھا مگر باعث عدم چھاپا ہونیکے شایقین فایدے سے
اس قصہ کے محروم رہتے تھے مرزا شیر علی بنگالی اور محمد فیض اللہ نے
ٹیپ کے چھاپہ سے کلکتہ مین چھاپا تھا اور یہان بھی کئی دفعہ چھاپا
گیا اور اب سنہ ۱۲۷۶ ہجریہ مقدسۂ معلی مین بہت سعی و کوشش سے

بمبئی کے مطبع حیدری مین

زیور طبع کا پہنا